965

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔جولائی2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات سوشل ویلفیئر اینڈ وومن ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010(مسودہ قانون نمبر4بابت2010)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010،جیسا کہ قائمہ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے،فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان2010منظور کیا جائے۔

967

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا انیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،16۔جولائی2010

(یوم الجمع،3۔شعبان المعظم1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر34منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ o

وَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ ﴿۴۳﴾
اَتَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبِرِّ وَتَنۡسَوۡنَ اَنۡفُسَكُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَتۡلُوۡنَ
الۡكِتٰبَ‌ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ‌ؕ وَ
اِنَّهَا لَكَبِيۡرَةٌ اِلَّا عَلَى الۡخٰشِعِيۡنَۙ ﴿۴۵﴾ الَّذِيۡنَ يَظُنُّوۡنَ اَنَّهُمۡ
مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ وَاَنَّهُمۡ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

سُوۡرَۃُ البَقَرَۃ آیات 43 تا 46

اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو(43)(یہ) کیا(عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کئے دیتے ہو، حالانکہ تم کتاب (اللہ) بھی پڑھتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟(44) اور (رنج و تکلیف میں) صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور بے شک نماز گراں ہے، مگر ان لوگوں پر (گراں نہیں) جو عجز کرنے والے ہیں(45) اور جو یقین کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں(46)

وماعلینا الاالبلاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

لمحہ لمحہ شُمار کرتے ہیں
آپ کا انتظار کرتے ہیں
اُس پہ راضی خُدا کی ذات ہوئی
مصطفیٰ ﷺ سے جو پیار کرتے ہیں
میں خطا بار بار کرتا ہوں
وہ کرم بار بار کرتے ہیں
اُن کے دَر کا فقیر ہوں جن کی
چاکری تاجدار کرتے ہیں
مدحت مصطفیٰ ﷺ ہے سرمایہ
ہم یہی کاروبار کرتے ہیں
اُن کے غم میں ظہوری چین ملے
چارہ گر بے قرار کرتے ہیں

سوالات

(محکمہ جات سماجی بہبود و ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ "سماجی بہبود و ترقی خواتین" سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آج ایک positive note پر دن کو شروع کرتے ہیں۔ میں کل اسمبلی میں نہیں آ سکا کیونکہ میں کسی اور کام میں مصروف تھا۔ کل مجھے پتا چلا ہے کہ ہماری درخواست پر حکومت پنجاب نے چشمہ جہلم لنک کینال سے اپنے حصے کا پانی لینا شروع کر دیا ہے۔ میں اس پر حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہم اپنے حق کو قائم رکھتے ہوئے چشمہ جہلم لنک کینال سے اپنے حصے کا پانی لے رہے ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر ہمارے وزیر آبپاشی صاحب نے کچھ عجیب عجیب باتیں کی تھیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جس وقت ایسی طنزیہ باتیں ہوں تو ان کو expunge کروا دیا کریں تاکہ ایسی باتوں کی یہاں پر روایت ختم ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ عزت و تکریم کے ساتھ پیش آئیں۔

جناب سپیکر: میں تو ایسی کوئی بات نہیں سُن پایا، اگر کوئی ایسی بات ہے تو میں یقیناً ان کو کہہ دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کل میں موجود نہیں تھا لیکن میں نے سنا ہے کہ وزیر آبپاشی کی زبان تھوڑی سی تہذیب کے دائرے سے باہر تھی۔

جناب سپیکر: اگر میں کوئی ایسی بات سنتا ہوں تو اسے expunge کروا دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہے تو وہ expunge کروا دی گئی ہو گی۔ آج سب سے پہلا سوال چودھری ظہیر الدین خان صاحب کا سوال ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر657۔(معزز ممبر نے چودھری ظہیر الدین خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان، خدمت خلق کی انجمنوں کی تعداد و تفصیل

*657: **چودھری ظہیر الدین خان:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) سماجی بہبود اور بیت المال کے ضلع بھر میں کتنے دفاتر ہیں، ان میں تعینات عملہ کی تفصیل و پتاجات وغیرہ کیا ہیں؟

(ج) بیت المال سے گزشتہ تین سالوں کے دوران کتنے مستحقین کی مدد کی گئی، محکمہ ہذا کا امداد دینے کا کیا طریق کار ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد 179 ہے۔

(ب) سماجی بہبود اور بیت المال کے ضلع بھر میں کل 18 دفاتر ہیں ان میں تعینات عملہ کی تفصیل مع پتاجات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بیت المال سے گزشتہ تین سال کے دوران امداد لینے والے مستحقین کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بیت المال سے امداد لینے کے طریق کار کے مطابق درخواست دہندہ کو ضلعی بیت المال کمیٹی کے دفتر میں ایک طباعت شدہ فارم پر درخواست جمع کروانی ہوتی ہے۔درخواست گزار کی تحقیق کرنے کے بعد متعلقہ بیت المال کمیٹی کے ممبر اس پر سفارش کرتا ہے جس کے بعد ضلعی بیت المال کمیٹی کی میٹنگ میں اس کی منظوری کے بعد درخواست دہندہ کے نام چیک جاری کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال کا جواب 15۔ستمبر 2008 کو موصول ہوا تھا اور آج 16۔جولائی 2010 ہے۔ان دو سالوں میں جو update ہوئی ہے وہ نہیں بتائی گئی۔سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ "رحیم یار خان میں خدمت خلق کے لئے کام کرنے والی محکمہ بہبود کے زیر انتظام رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد کیا ہے؟" تو اس کا جواب دیتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ان کی تعداد 179 ہے۔یہ 179 کی تعداد تو 2008 میں تھی، آج 2010 میں ان تنظیموں کی کیا تعداد ہے؟ یہ جتنے بھی سوالات ہیں ان کے جوابات 2010 کی موجودہ صورتحال کے مطابق update کر دیئے جائیں، باقی سب ٹھیک ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محکمہ کو جیسے ہی سوال موصول ہوتا ہے تو اس کا فوری طور پر جواب بھیج دیا جاتا ہے۔اس وقت ضلع رحیم یار خان میں رجسٹرڈ رفاہی تنظیموں کی تعداد 179 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: کیا آج بھی ان رفاہی انجمنوں کی تعداد 179 ہے، یہ تعداد تو 2008 کی ہے کیا ان دو سالوں میں کوئی نئی تنظیمیں رجسٹرڈ نہیں ہوئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں نے ان سے یہ بات کہی ہے کہ جب یہ سوال آیا تھا تو اس وقت ان رفاہی تنظیموں کی تعداد 179 تھی۔اگر اب انہیں 2010 کے حوالے سے معلومات چاہئیں تو اس کے لئے یہ fresh question دیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، حضور! یہ جواب آپ نے 15۔ستمبر 2008 کو دیا تھا۔ محسن لغاری صاحب آپ سے اسی سوال سے متعلق latest صورتحال کے بارے میں ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں کہ 2010 میں اب ان رفاہی انجمنوں کی تعداد کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سوالات کو کس ترتیب سے مرتب کرنا ہے یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کی Question Branch کا کام ہے لیکن جہاں تک 2010 کی بات ہے تو میں اس ایوان میں اس کی picture تب ہی رکھ سکتا ہوں جب یہ مجھے 2010 کے متعلق سوال کریں۔ انہوں نے 2008 کے متعلق سوال کیا ہے تو اس کا جواب 179 ہی بنتا ہے اس لئے میں یہ نہیں چاہتا کہ ہم House کو کسی طریقے سے کوئی غلط information مہیا کریں۔

جناب سپیکر: کامران صاحب! بات یہ ہے کہ آپ نے 15۔ستمبر 2008 کو جواب بھیج دیا اس کے بعد Assembly floor پر آنے سے دو دن پہلے تک آپ اس میں ترمیم کرکے ترمیمی جواب بھجوا سکتے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت موجودہ صورتحال کے مطابق ضلع رحیم یار خان میں ہمارے پاس registered رفاہی کام کرنے والی انجمنوں اور تنظیموں کی تعداد 189 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے کہ آخری وقت پر بوٹی آئے اور پھر وزیر موصوف جواب دیں کتنا اچھا ہوتا کہ وزیر صاحب ایک رات پہلے محکمے کے ساتھ بیٹھ کر ان سوالات کے جوابات update کر لیتے۔ ہم سب لوگ privileges لینے کے لئے تو تیار ہیں لیکن responsibilities کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سوال 11۔جون 2008 کو کیا گیا اس کا جواب 15۔ستمبر 2008 کو آ گیا اور آج 16۔جولائی 2010 ہے تو جس سوال کا جواب دو سال بعد آ رہا ہے اس کی اہمیت کیا ہو گی؟

جناب سپیکر: یہ کوئی ایک سوال نہیں ہوتا، بے شمار سوالات ہوتے ہیں جنہیں اپنی باری پر آنا ہوتا ہے اس میں کسی کو کوئی رعایت نہیں ہوتی۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔his Question No. 1606, on behalf.(معزز ممبر نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی لاہور میں میٹرنٹی ہسپتال کی تفصیلات

*1606: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی میں میٹرنٹی ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے؟

(ب) واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی میٹرنٹی ہوم ہسپتال کی تعمیر پر کتنا فنڈ خرچ ہوا، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میٹرنٹی ہسپتال کی تعمیر مکمل ہوئے تقریباً دو سال ہو گئے لیکن ابھی تک نہ تو سٹاف بھیجا گیا ہے اور نہ ہی دوائیاں فراہم کی گئی ہیں، اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس ہسپتال میں بھرتی کرنے اور دوائیاں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ایل ڈی اے نے 1990 میں واہگہ ٹاؤن محمود بوٹی میں ایک کثیر المقاصد کمیونٹی سنٹر (شادی ہال، انڈسٹریل ہوم، انڈور گیمز، ہیلتھ سنٹر) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت تعمیر کیا تھا جو کہ تین کنال چودہ مرلہ رقبہ پر محیط ہے۔ یہ عمارت 1991 میں محکمہ سماجی بہبود کے حوالے کی گئی اس بلڈنگ میں پاکستان فیملی ویلفیئر کونسل کی جانب سے ایک فیملی ویلفیئر سنٹر قائم کیا گیا تھا۔ تاہم اس NGO کی کارکردگی تسلی بخش نہ تھی جس کی وجہ سے محکمہ نے اس NGO کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ایک Caretaker Body بنائی تھی لیکن پاکستان فیملی

ویلفیئر ایسوسی ایشن کے عہدیداران کی جانب سے اس مسئلہ کو عدالت میں لے جانے سے اب تک اس پر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا ہے۔

(ب) ایل ڈی اے (سی ایم پی سیل) نے پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت مذکورہ کمیونٹی سنٹر تقریباً27لاکھ کی لاگت سے تعمیر کیا گیا تھا۔

(ج) محکمہ کی طرف سے کوئی بھی میٹرنٹی ہسپتال قائم نہ کیا گیا ہے لہٰذا اس میں سٹاف کی تعیناتی اور دواؤں وغیرہ کی فراہمی ممکن نہ ہے۔

(د) ۔ایضاً۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ20سال پہلے 27 لاکھ روپے کی لاگت سے Urban Project کے تحت LDA نے یہاں پر Centre Community بنایا تھا۔ ہمیں اس وقت اس علاقے میں ہسپتال کی ضرورت ہے جو میٹرنٹی کے معاملات کو دیکھ سکے۔ محمود بوٹی کے قریب ترین میو ہسپتال اور سروسز ہسپتال ہیں جو دونوں ہسپتال 15 سے 20کلومیٹر دور ہیں۔ اس Community Centre کی عمارت 20سال سے بنی ہوئی ہے اگر اس عمارت میں 8/10 beds لگا کر ہسپتال میں convert کر کے وہاں پر زچگی کے مسائل حل کر لئے جائیں تو یہ علاقے کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہو گا۔ یہ بات متعدد بار کی گئی ہے اور محکمہ اسی طرح اس کا جواب دے دیتا ہے۔ کیا گورنمنٹ اس Community Centre کو ہسپتال میں convert کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، کامران صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!1990 میں محمود بوٹی واہگہ ٹاؤن میں انہی مقاصد کے تحت اس Community Center کا قیام عمل میں آیا تھا۔ Family Pakistan Welfare Association ایک NGO ہے اس نے یہ takeover کیا تھا اور ہم نے ان کے ساتھ ایک Caretaker Body بنائی تھی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ یہ NGO اس matter کو عدالت میں لے گئی جس پر اس کا stay چل رہا ہے ہم اس stay کو واگزار کروانے کی کوشش کر رہے ہیں جیسے ہی stay vacate ہوتا ہے ہم اس کو فعال بنائیں گے اور زچہ بچہ کے حوالے سے میرے بھائی کے جو تحفظات ہیں ہم ان کو پورا کریں گے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! محکمہ صحت اس معاملے میں serious نہیں ہے یہ اسے pursue نہیں کرتے۔ اس NGO نے 3 کنال 14 مرلے پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کامران صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! 20 سال سے یہ NGO اس پر کام کر رہی تھی لیکن جب کسی NGO کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہو تو پھر ہم نوٹس بھیجتے ہیں کہ وہ ادارے خالی کر دیں تاکہ ہم مؤثر کام کرنے والی فلاحی تنظیموں کو موقع دیں تاکہ وہ ان اداروں کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے کر انہیں فعال بنا سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں محکمے کا کوئی قصور نہیں ہے محکمے نے تو اس میں بہتری لانے کے لئے نوٹس دیا کہ آپ کی کارکردگی اچھی نہیں، علاقے کے لوگ آپ سے ناخوش ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ NGO صحیح کام نہیں کر رہی تو ہم اس NGO کو اس جگہ سے ہٹاتے ہیں لیکن چونکہ ہر کسی کے پاس عدالتوں کی opportunity ہے اور جب عدالتیں stay دیتی ہیں تو پھر جب تک ہم عدالتوں سے وہ stay vacate نہیں کروا لیتے ہم کوئی کارروائی عمل میں نہیں لا سکتے۔

جناب سپیکر: اس کا باقاعدہ procedure ہوتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! عدالت کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میرے پاس ابھی اس کی تفصیل نہیں ہے میں اپنے بھائی کو پتا کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: Next Question No. 2539 محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں disposed of, next question محترمہ نگہت ناصر شیخ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! Question No. 2731 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور میں بحالی معذوراں کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

* 2731: **محترمہ نگہت ناصر شیخ:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور میں بحالی معذوراں کے کتنے ادارے ہیں نیز یہ ادارے کہاں کہاں ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) لاہور میں بحالی معذوراں کے اداروں میں کل کتنا سٹاف ہے اور یہ کس اتھارٹی کے ماتحت کام کر رہے ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) بحالی معذوراں کے اداروں کو سال 08-2007 میں کتنا بجٹ دیا گیا اور اس بجٹ کو کہاں کہاں استعمال میں لایا گیا، تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام بحالی معذوراں کے لئے ایک ادارہ نشیمن کے نام سے سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) اس ادارے میں موجود سٹاف کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ سٹاف ڈائریکٹر جنرل سوشل ویلفیئر کے ماتحت کام کرتا ہے۔

(ج) نشیمن کو سال 08-2007 کے دوران کل -/2,731,000 روپے بجٹ دیا گیا جو کہ سٹاف کی تنخواہوں، معذور افراد کی تربیت اور رہائش وغیرہ کے اخراجات کے لئے خرچ کیا گیا۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے نشیمن کے نام سے صرف ایک ہی ادارہ ہے۔ کیا گورنمنٹ سمجھتی ہے کہ ایک ادارہ کافی ہے اور حکومت معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے مزید اقدامات کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: کامران صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے ایک ادارہ کافی ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے اور اس کے بعد وزیر موصوف ان کا جواب دے دیں۔ معذور بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے نشیمن کے نام سے ایک ادارہ ہے

تو اب تک کتنے معذور افراد اس سے فائدہ اٹھا سکے ہیں اور ان معذور افراد کو کس قسم کی تربیت دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، کامران صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! لاہور میں محکمہ سماجی بہبود کی زیر نگرانی نشیمن کے نام سے انتظامی بحالی معذوراں کا ادارہ قائم کیا گیا ہے اور اس کا دفتر Social Welfare Complex, Sector D-1, Town Ship میں کام کر رہا ہے۔ ابھی معزز رکن نے یہ پوچھا ہے کہ کیا یہ ادارہ sufficient ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں ہم نے کبھی کسی کو واپس نہیں بھیجا یہ ادارہ ایک حکمت عملی کے تحت کام کر رہا ہے اور وہاں پر آنے والے معذور بچوں کو facilitate کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے اس ادارے میں موجود معذور بچوں کی تعداد 45 ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جو معذور بچے اس ادارے میں آتے ہیں ان کو کس قسم کی تربیت دی جاتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس ادارے میں آنے والے معذور بچوں کو ہم کمپیوٹر کی ٹریننگ دیتے ہیں، سلائی کڑھائی سکھاتے ہیں اور اس کے علاوہ موبائل فون کی ریپیئرنگ کا کام سکھایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ اس ادارے میں کتنے بچوں کے لئے گنجائش ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے تعداد تو بتادی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس وقت 45 بچے اس ادارے میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں اور رہ رہے ہیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میرا سوال یہ ہے کہ کیا جن 45 بچوں کو تربیت دی جارہی ہے کیا حکومتی سطح پر معذور بچوں کا ریکارڈ مرتب کیا جاتا ہے کیونکہ 45 معذور بچے تو نہیں ہیں ان کی تعداد تو بے شمار ہے اور اس ادارے میں صرف 45 بچوں کو تربیت دی جارہی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! در حقیقت معذور بچوں کا ریکارڈ مرتب کرنے کی ذمہ داری محکمہ سپیشل ایجوکیشن کے پاس ہے۔ وہ ایک باقاعدہ محکمہ ہے جو سپیشل بچوں کے لئے کام کر رہا ہے۔ یہ ادارہ صرف سپیشل بچوں کے لئے بنا ہوا ہے لیکن ہم تو ان بچوں کو lookafter کرتے ہیں جو ہمارے ادارے سے رجوع کرتے ہیں۔ ان کی فلاح و بہبود کے لئے، خوشحالی کے لئے اور ان کو ہنر مند بنا کر معاشرے کا سود مند شہری بنانے کے لئے ہم تگ و دو کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: سوال نمبر 3369 ہے۔

محکمہ وومن ڈویلپمنٹ کا قیام و دیگر تفصیلات

*3369: **محترمہ راحیلہ خادم حسین:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حکومت پنجاب نے وومن ڈویلپمنٹ کا محکمہ کب بنایا؟

(ب) لاہور میں اس محکمے کا دفتر کہاں پر واقع ہے نیز اس محکمہ میں اس وقت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام و پتا، عہدہ کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) پراونشل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے 15۔ اگست 2005 کو جینڈر ریفارم ایکشن پلان (GRAP) پنجاب کی منظوری دی۔ جس کے اہم مقاصد میں سے ایک نظامت ترقی

خواتین کا قیام بھی شامل ہے۔ تاہم مذکورہ ڈائریکٹوریٹ کے لئے فنڈز کا اجراء مالی سال 2006-07 میں کیا گیا۔ فی الوقت نظامت ترقی خواتین انتظامی طور پر محکمہ سماجی بہبود، ترقی خواتین وبیت المال کے ذیلی ادارے کے طور پر کام کر رہا ہے۔

(ب) نظامت ترقی خواتین کا دفتر بمقام 129 شادمان کالونی نمبر 1 میں واقع ہے محکمہ کے ملازمین کی تفصیل بلحاظ عہدہ تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 2005 سے اب تک خواتین کی ترقی میں کیا کردار ادا کر سکا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ہم نے اس ادارے کو مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے ادارے میں ایک نیا ذیلی ادارہ GRAP کے نام سے قائم کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ خواتین کی فلاح و بہبود، ترقی اور خوشحالی کے لئے بڑا سود مند ادارہ ہے۔ ہم نے اس میں Gender Specialist کو گورنمنٹ کے مختلف sectors میں تعینات کیا ہے تاکہ وہ گورنمنٹ کی سطح پر بھی خواتین کے روشن مستقبل کے لئے نہ صرف jobs opportunity پر کام کریں بلکہ ان کو معاشرے میں ایک فعال کردار ادا کرنے میں جو ان کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اس کے لئے مثبت اقدامات کئے جائیں تاکہ ان کے حوصلوں کو بڑھایا جا سکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 36 اضلاع میں GRAP کام کر رہا ہے اور اس کا credit حکومت پنجاب کو جاتا ہے کیونکہ پورے پاکستان کے لئے GRAP کا انعقاد کیا گیا تھا لیکن صرف صوبہ پنجاب ایسا واحد صوبہ ہے جس کے پورے 36 اضلاع میں GRAP پر کام ہو رہا ہے۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! انہوں نے بات کی ہے کہ خواتین کی ترقی کے لئے GRAP کے نام سے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اگر ہم ایک survey کے مطابق rating پر آئیں تو 47 میں سے پاکستان کا نمبر 45 آتا ہے۔ میں نے یہ سوال کیا تھا کہ 2005 سے اب تک اس کی کارکردگی کیا رہی ہے؟ جبکہ international survey کے مطابق 47 میں سے پاکستان کا 45 واں نمبر ہے۔ یہ کون سی کلاس کو gender کا بتاتے رہتے ہیں کہ gender میں male اور female ہیں اور تفریق کی جاتی ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ یہ کس کلاس کو بتایا جاتا ہے۔ یہ ادارہ اس کے لئے کیا کام کر رہا ہے؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اسی ضمن میں میرا سوال یہ ہے کہ gender discrimination تو یہاں بھی موجود ہے کہ محکمے کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو بھی یہاں ایوان میں موجود ہونا چاہیئے تھا اور ان کو جواب بھی دینا چاہیئے تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس محکمے کی کارکردگی کیا ہے، اس کو علیحدہ محکمے کی حیثیت کب دی جائے گی اور اس ادارے کا قیام کب عمل میں آیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی میری معزز بہن ساجدہ میر صاحبہ نے فرمایا کہ یہاں پر gender discrimination ہے تو میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ کتنی ہی خوش آئند اور انوکھی اور نمایاں بات ہے کہ باقی تینوں صوبوں میں خواتین کی نمائندگی کرنے والی خواتین ہی ہیں لیکن پنجاب میں یہ portfolio مجھے دیا گیا ہے اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ کوئی مرد خواتین کی نمائندگی کر رہے ہیں، ان کے حقوق کی بات کر رہے ہیں اور ہم تو اس discrimination کو ختم کرنے کی بات کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آغاز سفر ہے اور جو پاکستان کی rating کی بات کی گئی ہے کہ پاکستان 45ویں نمبر پر ہے تو میں نے پہلے ہی اس پر بات کی ہے کہ GRAP کے حوالے سے صوبہ پنجاب ہی واحد صوبہ ہے جو کام کر رہا ہے۔ جب ہم پاکستان کی بات کرتے ہیں تو دوسرے صوبوں کو جب تک ساتھ نہ ملایا جائے تو پاکستان مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے جب باقی صوبے کام نہیں کریں گے اور صرف صوبہ پنجاب کام کرے گا تو اس کا کام اتنا ہی ہو سکتا ہے جو limited ہو گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں نے بھی اسی سلسلے میں بات کرنی ہے کہ جیسے تمام male expertise زراعت والے، آبپاشی والے کو بجٹ میں accommodate کیا گیا لیکن vocational expertise چونکہ خواتین ہوتی ہیں ان کو کہیں accommodate نہیں کیا گیا۔ ان کے لئے بلاسود قرضہ جات یا کسی ادارے کے قیام کے لئے پانچ مرلہ جگہ دی جانی چاہیئے، ایسی چیزیں خواتین کے لئے ہوتی ہیں خواتین اس ملک کا 54 فیصد حصہ ہیں۔ انھیں بھی اسی طرح accommodate کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: اس وقت تو اس سوال کے متعلقہ ضمنی سوال ہونا چاہیئے تھا۔ آپ کو یہ بات بجٹ تقریر میں کرنی چاہیئے تھی، آپ demand کرتے تو آپ کو کچھ ملتا۔ اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔ جی، جناب محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر3502 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں محکمہ کے ریسرچ سنٹرز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3502: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے لاہور میں کتنے ادارے ریسرچ سنٹر اور انسٹیٹیوٹ کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے سال08۔2007 اور09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(ج) ان اداروں میں کس کس ہنر کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(د) اس وقت ان اداروں میں کتنے طالب علم ہنر حاصل کر رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام لاہور میں کوئی ریسرچ سنٹر یا انسٹیٹیوٹ کام نہیں کر رہا جس میں طالب علموں کو ہنر دیئے جاتے ہیں۔ محکمہ کے زیر انتظام صرف ایک ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کام کر رہا ہے جو کہ محکمہ کے ملازمین کی ٹریننگ کا کام سرانجام دیتا ہے۔

(ب) سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کا سال08۔2007 کا بجٹ -/5,255,000روپے اور 09۔2008کا -/5,848,000روپے ہے۔

(ج) یہ انسٹیٹیوٹ صرف محکمہ کے ملازمین کی دوران سروس تربیت کا کام سرانجام دیتا ہے اور اس کے علاوہ سال میں چار کورسز چائلڈ کیئرور کر کے بھی کروائے جاتے ہیں۔

(د) اس انسٹیٹیوٹ میں اس وقت کوئی طالبعلم ہنر حاصل نہیں کر رہا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس کے جز(الف) میں، میں نے پوچھا تھا کہ کتنے ریسرچ سنٹر کام کر رہے ہیں؟ اس کا جواب ملا ہے کہ کوئی ریسرچ سنٹر کام نہیں کر رہا تو ریسرچ کے بغیر تو ترقی نہیں ہو سکتی، کیا حکومت ریسرچ سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو یہ چیز باور کروادینا چاہتا ہوں کہ ریسرچ سنٹر ہمیشہ تب بنتے ہیں جب کسی چیز کی تکنیکی ماہریت کو چیک کرنا ہو، کوئی سائنس لیبارٹری ہو اور کوئی ایسی بات ہو۔ یہاں خواتین کے حقوق کی بات ہے تو اس میں ریسرچ سنٹر کی کہاں ضرورت پیش آئے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کو باور کروائیں ہم ریسرچ سنٹر بنائیں گے لیکن اگر اس کی ضرورت ہے تب ہی بنایا جائے گا۔ ریسرچ سنٹر بنا کر ہم وہاں پر کوئی اور فارمولہ اپنائیں تو یہ غیر مناسب بات ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!جناب منسٹر صاحب پڑھے لکھے ہیں۔ میرے خیال میں جتنی ریسرچ کی اس پر ضرورت ہے اتنی کسی اورfield میں نہیں ہے۔ ہماری خواتین کے ایسے معاملات ہیں کہ ان پر دنیا میں اتنی ریسرچ ہوئی ہے جس کی میں وضاحت نہیں کر سکتا اور وزیر موصوف کہتے ہیں کہ اس پر ضرورت ہی نہیں ہے۔ ہم کس دور میں رہ رہے ہیں، مجھے یہ لگتا ہے کہ یہ ہمیںdark age میں لے کر جانا چاہ رہے ہیں یہ ہمیںmodern age میں نہیں رکھنا چاہ رہے نہیں توmodern age میں تو ریسرچ سنٹرز کی بڑی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ بتادیں کہ اس کا ریسرچ سنٹر کہاں بنا ہوا ہے؟ آپ کو پتا ہے تو ان کو بتادیں۔ اس کے مطابق پھر یہ کام کریں گے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ خواتین کے حقوق کی بابت نشاندہی کی گئی ہے اس کے لئے سب سے اچھا فورم ہمارا یہ ایوان ہے۔ یہ خواتین کے حقوق کے لئے یہاں بل لے کر آئیں۔ خواتین کے حقوق جو سلب ہوتے رہے ہیں اور اس وقت تک خواتین محرومیوں کا شکار رہیں گی جب تک ہم ان کے لئے مؤثر حکمت عملی کے تحت بل پیش نہیں کریں گے۔ یہ بات کریں، یہ قرارداد یں لے کر آئیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ فورم ہے اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ہم ایک علیحدہ ادارہ بنائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم تو21ویں صدی میں داخل ہو گئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ سے وضاحت چاہتا ہوں کہ آپ کس قسم کی لیبارٹری بنوانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اسلام آباد میں اس کے دو ریسرچ سنٹر بنے ہوئے ہیں تو کیا حکومت پنجاب اسے take up نہیں کر سکتی؟

جناب سپیکر: جی، آپ ان کا ذکر کریں اور ہم بھی ان سے پوچھ لیں گے کہ یہ آپ سے کیوں نہیں بن سکتے؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اسلام آباد میں دو بنے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: افسوس ہے کہ اسلام آباد میں بنے ہوئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! معزز رکن جو کہنا چاہ رہے ہیں بنیادی طور پر ہمارے ڈائریکٹوریٹ میں ڈپٹی ڈائریکٹر اور ایک ریسرچ آفیسر موجود ہیں اور ریسرچ آفیسر کا کام یہی ہے جس بابت یہ نشاندہی کر رہے ہیں کہ وہ خواتین کے بارے میں ریسرچ کریں اور مختلف NGOs اور خواتین کی بہبود کے لئے کام کرنے والی organizations کو مدعو کریں اور خواتین کے حقوق اور ان کی ترقی و فلاح و بہبود کے حوالے سے نشاندہی کی جائے تو اس کے لئے وہ اپنے محکمے کو آگاہ کرتے رہیں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اللہ رکھا صاحب! اب تو ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! صرف چند لمحے لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، وقت ختم ہو گیا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شبینہ ریاض صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): On her behalf سوال نمبر 3537۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ شبینہ ریاض کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا) جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل منچن آباد میں قائم دستکاری سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3537: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سماجی بہبود و ترقی خواتین کے تحصیل منچن آباد ضلع بہاولنگر میں قائم دستکاری سکولز کی مکمل تفصیل مع پتا بیان کی جائے، ان دستکاری سکولز میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

(ب) ان سکولوں میں دستیاب سہولیات، سٹاف اور خواتین کی تعداد بیان فرمائیں؟

(ج) مذکورہ تحصیل میں گھریلو صنعت سازی کے شعبے میں خواتین کے لئے کیا کیا منصوبے ہیں اور ان منصوبہ جات پر عملدرآمد کے لئے حکومت آئندہ کیا اقدامات اٹھانا چاہتی ہے؟

(د) مذکورہ تحصیل کے دستکاری سکولز کا انتظامی ڈھانچہ کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر کی تحصیل منچن آباد میں اس وقت تین سماجی ادارہ جات کے زیر انتظام دستکاری سنٹر قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ان دستکاری سنٹرز میں خواتین کو سلائی کڑھائی، ہینڈ ایمبرائڈری، مشین ایمبرائڈری کے فنون کی تربیت فراہم کی جاتی ہے۔

نام دستکاری سنٹر مع مکمل پتا

1۔ اجتماعی ترقیاتی کونسل دستکاری سکول وارڈ نمبر02 محلہ قصاباں، منچن آباد

2۔ لبرل سوشل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن دستکاری سکول بستی کمبڑاں منچن آباد

3۔ تونسوی ویلفیئر فاؤنڈیشن حاصل ساڑھو، موضع روڑی والا اڈا باریکا منچن آباد

(ب) ان دستکاری سکولز میں خواتین کو سلائی کے لئے مشین، کڑھائی کے لئے زگ زیگ، ڈسک میٹک، کاج اوور لاک اور دیگر مشینیں دستیاب ہیں۔اس وقت ہر سنٹر میں 25 تا 35 خواتین دستکاری فنون کی مہارت حاصل کر رہی ہیں۔

(ج) تحصیل منچن آباد میں علاوہ ازیں کوئی سرکاری ادارہ خواتین کی صنعت سازی کے لئے کام نہ کر رہا ہے۔ تاہم محکمہ سے رجسٹرڈ NGO اس علاقے میں دستکاری سکول چلا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!سوال کے جز (ب)کا جو جواب دیا گیا ہے کہ ان دستکاری سکولوں میں خواتین کو سلائی کے لئے مشینیں، کڑھائی کے لئے زگ زیگ،ڈسک میٹک اور کاج اوورلاک کی مشینیں دستیاب ہیں اور اس پر ان کو training دی جاتی ہے۔ جو خواتین یہاں سے training حاصل کر کے جاتی ہیں وہ training تو حاصل کر لیتی ہیں اور کسی نہ کسی طرح سے fees بھی pay کر لیتی ہیں لیکن training کے بعد یہ مشینیں بھی حکومت ان کو provide کرے تا کہ وہ گھر بیٹھ کر اپنا کاروبار چلا سکیں۔ دوسرا یہ کہ ضلع بہاولنگر میں ٹوٹل ایسے کتنے ادارے ہیں جو خواتین کو train کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!بتائیں کہ کتنے ادارے ہیں جو خواتین کو training کر رہے ہیں۔ اس کے بعد انہوں یہ بھی پوچھا ہے کہ training کے بعد آپ ان خواتین کے لئے کیا انتظام کر سکتے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!بنیادی طور پر جو خواتین مہارت حاصل کر کے جاتی ہیں ایک تو وہ خود اپنا کام چلا رہی ہیں اور معاشرے کی اچھی شہری ہونے کے ساتھ ساتھ روزگار کے مواقع فراہم کرنے اور اپنے گھر کا نظم و نسق سنبھالنے میں بھی اپنا کردار ادا کرتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ادارے میں بھی ایسی opportunities موجود ہیں کہ جن خواتین کو مہارت حاصل ہو اگر وہ ادارے میں کام کرنا چاہیں تو ادارے کے پاس بھی ایسے معاملات کے لئے گنجائش موجود ہوتی ہے۔ جن خواتین کے پاس مہارت ہوتی ہے اور جو training ختم کر کے دوبارہ کام کرنا چاہتی ہیں ان کو ہم اپنے ادارے میں بھی adjust کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ کتنی خواتین کو یہ مشینیں provide کر سکتے ہیں جو خواتین یہ مشینیں خریدنا afford نہیں کر سکتیں کیونکہ ہماری خواتین کی financial problem ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!محترمہ فرما رہی ہیں کہ جو خواتین afford نہیں کر سکتیں تو آپ کا ادارہ ان کو کچھ دے سکتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مختلف NGOs جن کے ساتھ ہم سلائی کڑھائی اور خواتین کی فلاح کا کام کرتے ہیں ان NGOs کے پاس ایسے وسائل ہوتے ہیں جن میں سے وہ خواتین کو یہ مشینیں وغیرہ فراہم کرتی ہیں بلکہ حکومت کے مشترکہ اشتراک سے یہ کام عمل پذیر ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ NGOs الگ سی چیز ہیں اور ان کا آپ کے سرکاری اداروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو صرف حکومت کے اداروں کی بات کر رہی ہوں کہ وہ ادارے اس سلسلے میں خواتین کے لئے کیا help کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! منسٹر صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں لیکن bell بجنے کے بعد اس کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پرائیویٹ اداروں کا تو ہمیں پتا ہے لیکن میں تو حکومت کی بات کر رہی ہوں کہ خواتین کو financially powerful کرنے کے لئے یہ کیا ذمہ داری لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا ضرور خیال کیجئے۔ اگلا سوال محترمہ زوبیہ رباب صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: On her behalf سوال نمبر 3666۔ (معزز خاتون ممبر نے محترمہ زوبیہ رباب ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا) اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جینڈر ایکشن پروگرام اور وومن ڈویلپمنٹ پروگرام میں فرق و دیگر تفصیلات

*3666: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) جینڈر ایکشن پروگرام اور وومن ڈویلپمنٹ پروگرام میں کیا فرق ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں پروگراموں کے بنیادی اغراض و مقاصد خواتین کی بہبود ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان دونوں پروگراموں کو ضم کر کے مشترکہ پروگرام کیوں تشکیل نہیں دیا جاتا؟

(ج) ان دونوں پروگراموں کے تحت سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران سیکرٹری سماجی بہبود و ترقی خواتین نے کبھی پروگراموں کی مشترکہ میٹنگ بلائی، اگر ہاں تو کب؟

(د) کیا حکومت ان دونوں پروگراموں کی افادیت کے پیش نظر اور صوبہ کی ساڑھے چار کروڑ خواتین کی ترقی اور نمائندگی کے لئے خواتین ممبران صوبائی اسمبلی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جینڈر ایکشن پروگرام اور وومن ڈویلپمنٹ پروگراموں کے بنیادی اغراض و مقاصد کم و بیش ایک جیسے ہی ہیں۔ جیسا کہ Annexure-I درج ذیل میں دیئے گئے ہیں:۔

<u>Annexure-I</u>

گریپ کے بنیادی اغراض و مقاصد درج ذیل اہداف حاصل کرنا ہیں:۔

- ایک ایسا لائحہ عمل بنانا جس سے صوبائی حکومت ایک متحرک اور فعال تنظیم میں تبدیل ہو کر آزدانہ طریقہ سے کام کرتے ہوئے، صنفی مساوات کو فروغ دے۔
- صوبائی سطح پر تمام عوامی سرگرمیوں میں صنفی مساوات کو فروغ دینا اور صنفی ناہمواریوں کو دور کرنا۔
- صوبائی حکومت میں سیاسی اور اعلیٰ سطح پر خواتین کی ہر ممکن اور مناسب حد تک نمائندگی تا کہ وہ بھرپور طریقہ سے مشاورتی فرائض سرانجام دے سکیں۔
- اس بات کی یقین دہانی کرنا کہ تمام صوبائی سرکاری ملازمین صنفی مسائل سے اچھی طرح آگاہ ہو کر مثبت طور پر خواتین کی قومی دھارے میں شمولیت کے لئے آگے بڑھا سکیں۔
- پاکستانی معاشرہ کی سوچ و فکر میں صنفی رویوں کے حوالہ سے مثبت تبدیلی لانا۔
- خواتین میں سرکاری اداروں میں ملازمت کرنے کے رجحان کو بڑھانا۔

وومن ڈویلپمنٹ پروگرام کے بنیادی اغراض و مقاصد درج ذیل اہداف حاصل کرنا ہیں:

- خواتین کی صنفی دھارے میں شمولیت کے لئے پالیسیاں بنانا ان پر عمل کرنا ان میں ہم آہنگی پیدا کرنا۔
- معاشرے کے ہر سطح پر صنفی دھارے کو قومی اور بین الاقوامی پالیسیوں کے مطابق ترقی دینا اور روابط پیدا کرنا۔
- سول سوسائٹی، پارلیمنٹیرینز اور تحقیقاتی کمیٹیوں کی مناسب طور پر گروہ بندی اور درجہ بندی کرنا۔
- حکومتی اداروں کو فنی اور تیکنیکی تربیت مہیا کرنا۔
- مندرجہ بالا بنیادوں پر ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کرنا۔

(ب) ان دونوں پروگراموں کے بنیادی اغراض و مقاصد جینڈر بالخصوص خواتین کی بہبود ہیں ان دونوں پروگراموں کو ایک ہی پروگرام میں ضم کرنے کے لئے لائحہ عمل تشکیل دیا جا سکتا ہے جو کہ صوبہ میں خواتین کی ترقی کے لئے معاون ہو گا۔

(ج) ان دونوں پروگراموں کے تحت 2007-08 اور 2008-09 کے دوران departments کے ہیڈ کی Informal میٹنگ بلائی گئی تاہم دونوں پروگراموں کی مشترکہ میٹنگ نہیں بلائی گئی۔

(د) جینڈر ریفارم ایکشن پروگرام کے تحت سال 2007-08 کے دوران پنجاب اسمبلی کی خواتین ممبران پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل شامل تھی لیکن سیاسی صورتحال اور انتظامی امور کی عدم فراہمی کے پیش نظر اس کی تشکیل نہ ہو سکی۔ سال 2008-09 کے دوران بھی سیاسی صورتحال اور انتظامی امور کی عدم فراہمی کے پیش نظر یہ تشکیل نہ دی جا سکی۔ رواں سال کے دوران اس کمیٹی کی تشکیل کے لئے منصوبہ بندی کر لی گئی ہے اور جلد ہی یہ کمیٹی تشکیل دے دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (د) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ خواتین ایم پی ایز جو یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں ان پر مشتمل کمیٹی تشکیل کیوں نہیں دی گئی جس کے جواب میں انہوں نے معذوری ظاہر کی ہے کہ دو سال تک تو ہم یہ نہیں کر سکے لیکن جلد ہی یہ کمیٹی تشکیل پا جائے گی۔ بتایا جائے کہ یہ جلد کب تشکیل پا

جائے گی؟اب اس محکمے کا انچارج بھی ایک مرد کو بنادیا گیا ہے۔مجھے یاد ہے کہ ہم نے احتجاج کیا تھا کہ کسی خاتون کو انچارج منسٹر بناتے لیکن چلیں! مرد ہونے کے ناتے تو اس میں کوئی چیز شامل نہیں ہے۔اب پونے تین سال ہو گئے ہیں لیکن اب تک یہ کمیٹی کیوں نہیں بنائی گئی اور جلد تشکیل دیئے جانے کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!وہ فرمارہی ہیں کہ اب تک خواتین کی کمیٹی کیوں نہیں بنائی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!سب سے پہلے تو یہاں پر میری معزز رکن اُس وقت موجود نہیں تھیں لیکن میں پھر یہ بات بتاتا ہوں کہ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اب خواتین کی بات مرد حضرات کر رہے ہیں۔پہلے یہ خواتین اپنے حقوق پر اکیلیfight کرتی تھیں لیکن اب ان خواتین کی صفحوں میں مرد حضرات بھی ان کی بات کرنے کو تیار ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھاgesture ہے جو حکومت پنجاب نےshow کیا ہے اور اس کی مثال باقی صوبوں میں نہیں ملتی صرف پنجاب میں ملتی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!ہاؤس میں توgender کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر!ان کی طرف سے discrimination کی بار بار جوsmell آرہی ہے اس کی بابت میں نے یہ بات کی ہے۔ہم تو ان کے حقوق کی بات کرنے کے لئے یہاں پر اکٹھے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب کا یہ بڑا سنجیدہ مؤقف ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جائے۔حالانکہ ٹائم اس کا ختم ہو گیا تھا لیکن میں پھر بھی اس بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو ان نادار خواتین کے لئے بیت المال میں علیحدہ سے رقم رکھوادی ہے تاکہ جیسے پہلے میری بہن نے جن ہنر مند خواتین کو مشینری فراہم کرنے کی بات کی تھی ان خواتین کوfacilitate کیا جا سکے۔انہوں نے یہاں پر خواتین کی کمیٹی کے حوالے سے بات کی تو یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہمGender Action Committee خواتین پر مشتمل بنانا چاہتے ہیں لیکن اس میں قباحتیں یہی تھیں کہ ہم نے تمام پارٹیوں کی طرف سے خواتین کو نمائندگی دینی تھی۔

اس ضمن میں ہم نے اپناhomework تقریباً مکمل کر لیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم آئندہ آنے والے تین ماہ میں اس کمیٹی کو تشکیل دے دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اس حوالے سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: No because time is over now. پلیز تشریف رکھیں۔ اگلا سوال محترمہ سیمل کامران صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: .One her behalf(معزز ممبر نے محترمہ سیمل کامران کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: سوال نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! سوال نمبر 3958 اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ پنجاب میں بے سہارا بیوہ خواتین و بچوں کی فلاح کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*3958: **محترمہ سیمل کامران:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بے سہارا بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے کوئی ادارہ باقاعدہ کام کر رہا ہے، اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ ادارہ کن شہروں میں کام کر رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوران قیام ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے خاطر خواہ انتظامات و اقدامات اٹھائے گئے ہیں، ان اداروں میں خواتین و بچوں کے قیام کی کوئی مدت مقرر ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ صوبہ پنجاب میں محکمہ سماجی بہبود، ترقی خواتین و بیت المال کے زیر اہتمام دارالفلاح کے نام سے ادارہ جات بیوہ خواتین اور ان کے بچوں کے لئے کام کر رہے ہیں۔ یہ ادارے ضلع لاہور، ملتان، راولپنڈی، سرگودھا، بہاولپور اور سیالکوٹ میں واقع ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ دوران قیام رہائشی خواتین کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام ادارہ کے اندر ہی کیا گیا ہے۔ ان اداروں میں خواتین و بچوں کے قیام کی مدت کم از کم ایک سال اور زیادہ سے زیادہ تین سال مقرر کی گئی ہے۔ تاہم متعلقہ کمیٹی کی سفارشات اور خواتین کی ضرورت کے پیش نظر اس مدت میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے جز (الف) کے حوالے سے ان سے پوچھنا ہے کہ دارالفلاح کے نام سے انہوں نے جو ادارہ جات بنائے ہیں وہ چھ اضلاع میں بنائے ہیں، کیا یہ باقی اضلاع میں اسی قسم کے دارالفلاح بنانے کو تیار ہیں، اگر نہیں تو کیوں نہیں اور کب تک؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! جز (الف) کا جواب آپ سے مانگ رہے ہیں کیونکہ چھ بن گئے ہیں اور باقی صرف تیس رہ گئے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! محترمہ نے ابھی دارالفلاح کی بابت نشاندہی کی ہے جس میں بیواؤں اور یتیم بچوں کو رکھا جاتا ہے۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ادارے کی بہتری کی طرف ہمارے قدم بڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ادارہ صرف چھ اضلاع میں exist کرتا ہے اور باقی اضلاع میں نہیں ہے تو چھ اضلاع کی کارکردگی بہت خوش آئند ہے کیونکہ پہلے بیواؤں اور ان کے یتیم بچوں کو -/400 اور -/450 روپے کا stipend رہنے کے لئے دیا جاتا تھا اور کھانا مہیا نہیں کیا جاتا تھا لیکن ادارے نے اب اسے بڑھا کر 2500 اور 3000 ہزار روپے کر دیا ہے یعنی جو

بیوہ اکیلی ہے اس کو-/2500روپے اور جس کے ساتھ بچے ہوتے ہیں ان کو-/3000روپے دیئے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی خوش آئند بات ہے کہ ان کو رہائش مل گئی ہے اور ساتھ ساتھ ہم ان کو stipend بھی دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اس چیز کو بھی یقینی بنائے ہوئے ہیں کہ اس ادارے کو ہم صرف چھ اضلاع تک functional نہیں رکھیں گے بلکہ دوسرے اضلاع میں بھی یقینی بنائیں گے۔ اس ضمن میں محکمہ نے باقاعدہ summary بھی move کی ہے جس پر ہم بہت جلد کام شروع کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، اگلا ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ خواتین اور بچوں کے قیام کی مدت ایک سال اور زیادہ سے زیادہ تین سال مقرر کی گئی ہے مزید اس کے بعد اس مدت کو extend بھی کیا جا سکتا ہے۔ مجھے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ جہاں یہ ان کی requirement کے مطابق کہہ رہے ہیں کہ یہ ان کو رہائش، پیسے اور کپڑے وغیرہ دیتے ہیں جو بہت اچھی بات ہے لیکن کیا ان کے لئے ایسا کوئی training programme موجود ہے کہ وہ re-habilitate ہو جائیں اور معاشرے میں ایک آزادانہ طور پر کام کر سکیں کیونکہ ایک سے تین سال تک وہ ان کو رکھ تو لیتے ہیں لیکن جب وہاں سے بھیجتے ہیں تو کیا یہ ensured کرتے ہیں کہ ان کی ایسی کوئی job opportunities search ہوئی ہیں تاکہ یہ دوبارہ وہاں جا کر معاشرے میں گم اور dependent نہ ہو جائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان اداروں میں آنے والی خواتین کی ٹریننگ کا باقاعدہ بندوبست کیا ہے جس میں سلائی کڑھائی کے علاوہ انہیں فنی مہارت بھی دی جاتی ہے۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! بچوں کو بھی ٹریننگ دی جاتی ہے کیونکہ اب جبکہ دانش سکول بھی قائم ہو گئے ہیں تو کیا deserving بچوں کو دانش سکولوں میں داخلہ دینے کا کوئی پروگرام سامنے رکھا ہے کیونکہ

جس طرح خواتین کوrehabilitate کیا جاتا ہے تو دارالفلاح میں آنے والے یتیم اور بے سہارا بچوں کو کیا حکومتowner ship کرتی ہے یا تین سال بعد کہتی ہے کہ اب تم چلے جاؤ؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! دانش سکول کی میری بہن نے بات کی ہے تو دانش سکولز ہیں ہی مستحق، competent اور مہارت رکھنے والے بچوں کے لئے اور جن کے پاس وسائل نہیں ہیں تو وہ ایک سسٹم بالکل ہے لیکن شاید انہیں تنقید کی عادت ہے مگر بات یہ ہے کہ اچھے اقدامات کو سراہنا چاہئے اور یہ چیز بالکل authentic ہے کہ شیر خوار یا چھوٹے بچے پرورش مکمل ہونے تک اپنی ماں کے ساتھ ہی رہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے ان بچوں کی ماں کو بھی مہارت دی ہے اور انہیںtalented بنانے کے علاوہ معاشرے میں ایک اچھا شہری اور اچھی زندگی گزارنے کی تربیت دی ہے تاکہ وہ ان سنٹرز سے باہر جاکر اپنے بچوں کی اچھے طریقے سے پرورش کر سکیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! On his behalf سوال کا نمبر4098 ہے۔(معزز ممبر نے چودھری محمد اسد اللہ کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا) جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ کے ہسپتالوں میں کام کرنے والے سوشل ویلفیئر آفیسرز کی عرصہ تعیناتی کی تفصیلات

*4098: **چودھری محمد اسد اللہ:** کیا وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے مختلف ہسپتالوں میں سوشل ویلفیئر آفیسرز کام کر رہے ہیں اگر ہاں تو ان کے نام، عہدہ مع ہسپتال میں عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) کیا حکومت جن مذکورہ آفیسرز کی تعیناتی تین سال سے زیادہ ہو گئی ہے ان کو کسی دوسرے ہسپتال میں ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل سوشل ویلفیئر آفیسرز کام کر رہے ہیں:۔

نام	عہدہ	ہسپتال	تاریخ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1۔سہیل محمود	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ	1-02-2002	07سال08ماہ
2-خالد جاوید رانا	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، گوجرانوالہ	30-11-2005	03سال11ماہ
3-مس عائشہ یامین	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، گوجرانولہ	05-11-2007	02سال
4-امجد فاروق	میڈیکل سوشل آفیسر	ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال، گوجرانوالہ	30-06-1985	14سال04ماہ

(ب) جی ہاں! محکمہ اپنے تمام آفیسرز جن کو تین سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے ان کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! جز (ب) میں سوال یہ تھا کہ تین سال سے زائد تعیناتی والے آفیسرز کو کسی دوسرے ہسپتال میں ٹرانسفر کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں تو جواب میں فرماتے ہیں کہ "ان کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" یہ مرحلہ وار پروگرام کیا ہے کیونکہ اس سوال کو بھی ایک سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! مرحلہ وار سے مطلب یہ ہے کہ جس متعلقہ آفیسر کا tenure پورا ہو جاتا ہے تو وہ پہلے مرحلہ میں آجاتا ہے اور جس کا بعد میں پورا ہوتا ہے تو وہ دوسرے مرحلے میں آتا ہے تو یہ مرحلہ وار ہوتا ہے۔ ایک ترتیب دی جاتی ہے اور اس ترتیب کو یقینی بناتے ہوئے مرحلہ وار کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! تین سال تو ہو گئے ہیں اور ایک سال پہلے ستمبر 2009 میں جواب آیا تھا اور آج 2010 ہے تو کتنے سال لگیں گے انہیں ٹرانسفر کرنے میں۔

جناب سپیکر: عین ممکن ہے کہ ٹرانسفر ہو بھی گیا ہو۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی دوماہ قبل ہم نے ان سوشل ویلفیئر کے ان تمام آفیسرز کو ٹرانسفر کیا جن کا tenure کسی بھی جگہ پر تین سال سے زائد تھا اور میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ دوماہ قبل سوشل ویلفیئر کے سیکرٹری کا ٹرانسفر ہو گیا تو دو ماہ سے یہ سیٹ خالی تھی لیکن ٹرانسفر ہوتے ہی ہمارے ہی کچھ معزز دوستوں نے ان کے لئے سفارشیں کیں اور ان کی ٹرانسفر رکوائی گئی کہ ابھی انہیں کام کرنے دیں۔

جناب سپیکر! ہم نے ایک فارمولہ طے کر دیا ہے اور اب سیکرٹری صاحب کو ہم نے ہدایات جاری کر دی ہیں کہ ان کی پوری ترتیب تیار کریں جو اگلے سیشن میں ایوان میں بتادیں گے کہ ترتیب کے مطابق تمام ٹرانسفرز پر عمل پیرا ہو گیا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز (الف) میں دی گئی فہرست میں چوتھے نمبر پر امجد فاروق میڈیکل سوشل ویلفیئر آفیسر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گوجرانوالہ میں against the rules and policy of the Government 14 سال اور چار ماہ سے ایک ہی سیٹ پر تعینات ہیں تو مرحلہ وار تبادلے شروع ہیں تو اس کا مرحلہ کب تک آجائے گا، اس کی کوئی حتمی تاریخ بتائیں گے کیونکہ اگلے سیشن کی تاریخ نہیں ہوتی؟

جناب سپیکر: ہو سکتا ہے کہ وہ ریٹائرمنٹ کے قریب ہو۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! یہ بڑی اچھی بات ہے کہ زائدالمیعاد اپنی جگہ پر کام کرنے والے لوگوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر حکومت کی پالیسی کو نظرانداز کئے ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن کی بابت اب نشاندہی ہو گئی ہے اور ہمارے ریکارڈ کا حصہ بن گئے ہیں تو ہم فوری طور پر ان پر action لیں گے اور تین سال سے زائد تعیناتی والے لوگوں کی تفصیلات آنے پر ان کی ٹرانسفرز کو یقینی بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف فرمانہیں ہیں اس لئے یہ بھیdispose ofہوا۔ اس سے اگلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔ جی۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!میرے سوال کا نمبر 4353ہے۔ جواب پڑھاہوا تصور کیاجائے

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھاہوا تصور کیاجاتاہے۔

تحصیل چونیاں و قصور میں گھریلو صنعت سازی کی تفصیلات

*4353: شیخ علاؤالدین: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے تحصیل چونیاں اور قصور میں گھریلو صنعت سازی کے فروغ کے لئے آج تک کیا کیا اقدامات اٹھائے ہیں، ان سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) مذکورہ تحصیلوں میں دستکاری کے کتنے سکولز ہیں، ان میں خواتین کو کس کس دستکاری اور ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود نے تحصیل چونیاں اور قصور میں مقامی NGOs کے تعاون سے دستکاری سکول قائم کئے ہیں۔

(ب) تحصیل چونیاں میں کل چار دستکاری سنٹر ہیں اور ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ انجمن رفاہ عامہ کنگن پور
2۔ عوامی و ثقافتی انجمن نزد سول کورٹس، چونیاں
3۔ لشکر ویلفیئر سوسائٹی، نورپور جٹاں
4۔ عوامی رفاہی کمیٹی گھلن بٹھاڑ۔

ان چاروں اداروں میں سلائی کڑھائی، ننٹنگ، فلاور میکنگ جیسے ہنر سکھائے جاتے ہیں۔سال 2008-09 میں کل70 خواتین کو ان کورسز میں تربیت دی گئی۔

تحصیل قصور دستکاری سنٹر:

تحصیل قصور میں دستکاری سنٹر کی کل تعداد 3 ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

1- مجلس افطار نو کوٹ فتح دین، قصور
2- اتحاد فاؤنڈیشن دھن پت روڈ نزد ریلوے سٹیشن، قصور
3- معاشرتی اصلاحی کمیٹی خاندان چشتیہ، قصور

ان تینوں اداروں میں سلائی کڑھائی، نٹنگ، فلاور میکنگ جیسے ہنر سکھائے جاتے ہیں۔سال 2008-09 میں کل 65 خواتین کو ان کورسز میں تربیت دی گئی۔

شیخ علاؤالدین: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ این جی اوز کو کتنی funding ہوئی اور ان کا سالانہ آڈٹ جو کہ قانونی طور پر ضروری ہے وہ کون کرتا ہے اور کس فرم سے کروایا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! بنیادی طور پر ہر این جی او پابند ہے کہ وہ اپنا سالانہ آڈٹ کروائے اور اس کا طریق کار بھی قانون کے مطابق وضع کیا گیا ہے جس کے مطابق چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے وہ اپنا آڈٹ خود کروا کر اس کی کاپی متعلقہ محکمے میں جمع کرواتی ہیں۔ اس کے علاوہ ابھی تک اس قانون میں اور کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی اور یہ قانون exist کرتا ہے اور اسی قانون کی روشنی میں تمام این جی اوز کسی نہ کسی ماہر چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے اپنا آڈٹ کرواتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ حکومت کسی بھی این جی او کو اس طرح financially support کرتی وہ خود اپنا سالانہ آڈٹ کروا کے اس کی کاپی ڈیپارٹمنٹ کے دفتر میں جمع کرواتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟ کل بھی این جی اوز کے معاملات میں یہاں لمبی چوڑی بحث ہوئی ہے۔ اصل معاملہ منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ یہ این جی اوز بغیر آڈٹ کے چل رہی ہیں۔ آڈٹ کی فیس پانچ سو سے لے کر پچاس ہزار روپے تک ہے۔ آپ بھی جانتے ہیں، آپ جس کی چاہتے ہیں میں اس کی آڈٹ رپورٹ ابھی یہیں بیٹھے بیٹھے فون پر attest کروا دیتا ہوں۔ یہ اسی طرح پیسا کھایا جا رہا ہے اور practically ground پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ خود منسٹر صاحب نے مانا ہے اس لئے یہ تمام این جی اوز denotified ہونی چاہئیں جو باقاعدہ اپنا آڈٹ نہیں کروا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ایسانہ کریں۔ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی individual case ہے تو اس کو آپ ضرور pursue کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ individual case کی بات ہے جب انہوں نے کہہ دیا۔ میں نے یہ سوال بڑا specifically پوچھا ہے کہ جو این جی اوز میرے حلقے میں کام کر رہی ہیں کیا ان کا آڈٹ ہوا ہے؟ منسٹر صاحب کے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔ اگر جواب نہیں ہے، میں نے بڑا سیدھا سوال کیا تھا مجھے پتا تھا کہ آپ مجھے فوراً روکیں گے۔ وہ مان گئے ہیں کہ اس کا آڈٹ نہیں ہوا۔ اگر آڈٹ نہیں ہوا ہے تو یہ de notified ہونی چاہئیں کیونکہ یہ قانون کہتا ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً جس کا آڈٹ نہیں ہو گا وہ de notified ہونی چاہئے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں پر اپنے معزز رکن کو یہ بتاناچاہتاہوں کہ آڈٹ کاپی جو این جی اوز اپنے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ میں جمع کرواتی ہیں وہ تو exist کر رہی ہیں اور جو نہیں کرواتی اس پر ہم بالکل ایکشن لیتے ہیں۔ ان کو نوٹس کیا جاتا ہے، نوٹس کرنے کے بعد ان کی رجسٹریشن cancellation میں لائی جاتی ہے۔ یہ تو قانون موجود ہے اور اس قانون میں ہم بالکل عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جن این جی اوز کی بابت آپ نے صرف نشاندہی کی تھی کہ میرے علاقے میں کون کون سی این جی اوز کام کر رہی ہیں؟ اگر آپ کو اس کی مزید detail چاہئے کہ یہ functional ہیں یا نہیں ہیں اور کیا یہ اپنا آڈٹ کروا رہی ہیں؟ تو اس کے لئے fresh question please دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کو سارا پتا ہوتا ہے۔ یہ بات نہیں ہے کہ کون سی functional ہیں اور کون سی functional نہیں ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کیا گورنمنٹ یہ ارادہ رکھتی ہے کہ ان کو چھوٹے قرضے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنا کوئی home based کام شروع کر سکیں، محکمہ سوشل ویلفیئر این جی اوز کو تو پیسے دے دیتا ہے لیکن ہنر سیکھنے والی عورتوں کو کیا یہ چھوٹے قرضے دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ جلدی سے اس کا جواب دے دیں تاکہ ہم اگلے سوال پر چلیں۔ کیونکہ bell ہو چکی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو آپ کا حکم ہے بالکل سر آنکھوں پر ہے لیکن یہ گھنٹی بڑی ظالم ہے۔

جناب سپیکر: گھنٹیاں ظالم نہیں ہوتیں آپ کو پتا ہونا چاہئے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ یہ چھوٹے قرضے خواتین کو دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ نے بڑی اچھی تجویز دی ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! دیکھیں! خواتین کی انہی باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ میں 200 ملین روپے کی ایک بلاک allocation رکھی گئی ہے۔ 265 ملین روپیہ ڈویلپمنٹ کی مد میں اور 384 ملین روپیہ non development کی مد میں رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے منصوبے خواتین کی فلاح و بہبود کے ہی ہیں جن سے خواتین مستفید ہوں گی اور اس سے کوئی مرد حضرات مستفید نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا اگلا سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4354 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چونیاں میں ہنر مندی کی تعلیم دینے والوں اداروں کی تفصیلات

*4354: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل چونیاں اور پی پی۔281 میں کتنے ادارے خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم دے رہے ہیں اور وہاں کیا کیا ہنر سکھائے جاتے ہیں؟

(ب) خواتین جن کو ہنر مندی کی تعلیم دی جاتی ہے کیا ان سے ماہانہ فیس یا فنڈ کے طور پر رقم لی جاتی ہے؟

(ج) جو لوگ ان اداروں کے سربراہ ہیں ان کے نام و عہدہ سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) تحصیل چونیاں میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام خواتین کو ہنر مند بنانے کے لئے کوئی ادارہ کام نہ کر رہا ہے۔ تاہم محکمہ سے رجسٹرڈ NGOs اس تحصیل میں کل چار عدد ادارے چلا رہی ہیں جن میں سلائی کڑھائی اور کٹنگ کی تعلیم / تربیت دی جاتی ہے۔

(ب) خواتین کو ہنر مندی کی تعلیم بالکل مفت دی جاتی ہے اور ان سے کوئی رقم بطور ماہانہ فیس وصول نہ کی جاتی ہے۔

(ج)

1- عوامی ثقافتی انجمن نزد سول کورٹس چونیاں (صدر رانا جاوید اختر صاحب)
2- لشکر ویلفیئر سوسائٹی نور پور جٹاں (صدر سردار مقصود سرور صاحب)
3- انجمن رفاہ عامہ کنگن پور (صدر محمد افضل)
4- عوامی رفاہی کمیٹی گھلن ہٹھاڑ (صدر محمد امین طاہر صاحب)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے 65 خواتین کو تربیت دی ہے۔ اب اس کی کوئی monitoring تو کوئی ہے نہیں۔ پچھلے سوال میں بھی گھنٹی بج گئی اور میں یہی کہہ رہا تھا کہ monitoring تو ہے کوئی نہیں، counter check ہے کوئی نہیں ہے۔ جو آڈٹ نے کہہ دیا اور آڈٹ جتنے پیسوں میں ہوتا ہے وہ بھی میں نے بتا دیا۔ اب جو بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ خواتین یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر گئی ہیں۔ منسٹر صاحب ابھی بتا رہے تھے کہ اتنا فنڈ رکھا گیا ہے۔ وہ تو پتا نہیں ان کو کہاں ملے گا؟ لیکن کیا کوئی ایسا سرٹیفکیٹ یا کوئی ایسی بات حکومت کے ذہن میں ہے کہ خواتین کو subsidized

قرضے دیئے جائیں تاکہ وہ کڑھائی سلائی وغیرہ کی مشینیں لے سکیں، ان کے پاس ایسا کوئی پروگرام ہے؟ ان کے جو بھی رزلٹ ہیں، میں فی الحال ان رزلٹ کو touch نہیں کرتا پھر گھنٹی بج جائے گی۔ آپ ذرا ان سے یہ پوچھ دیں کہ کیا ایسا کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ ان خواتین کو جو ہنرمند ہو گئی ہیں ان کو کوئی subsidy دینے کا ارادہ رکھتے ہیں جس سے یہ اپنا کام چلا سکیں، بجائے اس کے کہ یہ کسی این جی او کے دست نگر ہوں، آپ کا اپنا کوئی پروگرام ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! basically ہمارا سوشل ویلفیئر کا ادارہ جو فلاحی کام کرتا ہے وہ مختلف این جی اوز سے مل کر ہی کرتا ہے۔ اگر ہم ہر این جی او کو یہ کہیں کہ یہ functional نہیں ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ ساری این جی اوز non functional نہیں ہیں۔ وہ بھی این جی اوز ہیں جو grass root پر کام کرتی ہیں، این جی اوز وہ بھی ہیں جو وہاں پر جاتی ہیں جہاں پر کوئی بشر جا کر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، وہ لوگوں کی گندگی بھی اٹھاتی ہیں۔ ایسے مریض جن کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا وہ این جی او جا کر ان مریضوں کو اٹھاتی ہیں اور ان کی دادرسی کے عمل کو یقینی بناتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سب این جی اوز کو ایک ہی پیمانے سے تولا نہیں جا سکتا۔ کچھ ایسی این جی اوز بھی ہیں جو محکمے کے لئے اور معاشرے کے لئے بڑی سود مند ثابت ہوتی ہیں۔ میں کسی این جی او کو defend نہیں کر رہا ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اتنا اچھا سوال کیا تھا یہ بس اس کا جواب دے دیں، پھر گھنٹی بج جائے گی۔ میں نے یہ بات ہی نہیں کی یا تو آپ extension دے دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وہ آپ کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جناب سپیکر! میں ادھر ہی آ رہا ہوں basically جو این جی اوز یہ منصوبہ جات لے کر آئی ہیں اور جو donors کے ساتھ کام کر رہی ہیں۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھیں گے اور اس چیز کو ensure کریں گے کہ جو معزز ممبران کی بہت ہی مستفید آراء

ہیں جس کی بابت انہوں نے نشاندہی کی ہے کہ ہم خواتین کے ایسے معاملات کو اجاگر کریں اور خواتین نے جو مہارت حاصل کی ہے ان کو ایسے وسائل مہیا کریں۔ اس چیز کو ہم یقینی بنائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس سلسلے میں جو فنڈز مل رہے ہیں یہاں ہم خواتین کی ایک کمیٹی بنا دی جائے، ہمارے ساتھ کچھ male ممبران کو بھی ملا دیں تاکہ ہم ان خواتین کی کچھ تو فلاح و بہبود کے لئے کام کر سکیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ سڑکیں بنانا، گلیاں بنانا ہمارا ایسا کوئی کام نہیں ہے، ہمیں اس میں بھی شامل کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جو محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بات کی ہے اس پر kindly توجہ دے دی جائے اور خواتین کی کوئی کمیٹی بنا دیں۔ دس ہزار روپے کی average مشین آتی ہے۔ یہ کمیٹی ان کو چیک کر لے، counter check کر لے۔ فرض کریں کہ پانچ سو این جی اوز ہیں کوئی پچاس این جی اوز اکٹھی کر کے یہ وہاں پر جا کر مشینیں دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ کی طرف سے ہدایات آ جائے کیونکہ جو پیسے ہمیں ترقیاتی کاموں کے لئے دیئے جاتے ہیں ان کی project criterion میں خواتین کے پراجیکٹ شامل نہ ہیں۔ جب تک وہ project criterion revise نہیں ہو گا پیسے divert نہ ہو سکیں گے اس لئے اس کمیٹی کا فائدہ نہیں ہے۔ اس کو قائم کرنے کا باقاعدہ ایک طریقہ ہے۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی میں نے اس چیز کو ensure کیا ہے کہ خواتین پر مشتمل ہم سوشل ویلفیئر کی ایک کمیٹی تشکیل دینے جا رہے ہیں جس میں خواتین کی نمائندگی ہو گی۔ وہی کمیٹی اس issue کو بھی take up کرے، وہی کمیٹی خواتین کے دیگر مسائل کو اجاگر کرے، وہی کمیٹی ان کے لئے مثبت اور مؤثر نتائج پر روشنی ڈالے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی سفارشات کی روشنی میں ہم بالکل عمل پیرا ہوں گے اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کو پابند کریں گے کہ ان کمیٹیوں کو فعال بنائیں اور کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ آج یہ مہربانی فرمائیں کہ خواتین کی ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: گورنمنٹ خود بنا رہی ہے اور وہ آپ کو اس سلسلے میں guide کریں گے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! پہلے سے خواتین کی ویلفیئر کمیٹی بنی ہوئی ہے جو محکمہ سوشل ویلفیئر کے under کام کرتی ہے۔ اگر اسی کمیٹی کو آپ active کر دیں تو میرا خیال ہے کہ علیحدہ سے کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وومن ویلفیئر اینڈ پنجاب بیت المال کی جو کمیٹی ہاؤس میں موجود ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نئی کمیٹی بنا رہے ہیں۔ وہ بھی بنی رہنے دیں ایک اور نئی بھی بن رہی ہے۔ اس طرح آپ خواتین کی نمائندگی زیادہ ہو جائے گی۔ اگلا سوال سردار خالد سلیم بھٹی کا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4411 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ضلع وہاڑی میں محکمہ کے اداروں کی تفصیلات

*4411: **سردار خالد سلیم بھٹی:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سماجی بہبود کے کون کون سے ادارے کس کس جگہ چل رہے ہیں ان اداروں کے نام اور ان کے سربراہ کے نام بتائیں؟

(ب) یہ ادارے خواتین کو کس کس ہنر میں تعلیم دے رہے ہیں؟

(ج) ان اداروں میں خواتین کی تعداد ادارہ وار بتائیں؟

(د) اس ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے حکومت مزید کتنے ادارے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع وہاڑی میں محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام کام کرنے والے اداروں کے نام اور سربراہوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام ادارہ	سربراہ کا نام
1	ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر	محمد اختر اظہر
2	ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)	اسامی خالی
3	سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم وہاڑی	اسامی خالی
4	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر وہاڑی	اسامی خالی
5	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر میلسی	اسامی خالی
6	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر بورے والہ	اسامی خالی
7	میڈیکل سوشل آفیسر ڈی ایچ کیو ہسپتال وہاڑی	سمیہ منیر
8	میڈیکل سوشل آفیسر ٹی ایچ کیو ہسپتال میلسی	اسامی خالی
9	میڈیکل سوشل آفیسر ڈی ایچ کیو ہسپتال بورے والہ	محمد اسلم
10	سوشل ویلفیئر آفیسر سی ڈی پراجیکٹ گگو	محمد انور

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر کے زیر انتظام وہاڑی میں صرف ایک ہی ادارہ خواتین کو مختلف ہنر میں تربیت دے رہا ہے جو کہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)سوشل ویلفیئر وہاڑی ہے۔
صنعت زار سوشل ویلفیئر وہاڑی میں سکھائے جانے والے ہنر درج ذیل ہیں:۔

1-	ٹیلرنگ	2-	ہینڈ ایمبرائڈری
3-	مشین ایمبرائڈری	4-	نٹنگ
5-	ٹائی اینڈ ڈائی	6-	فیبرک اینڈ گلاس
7-	پینٹنگ	8-	فلاور میکنگ
9-	کمپیوٹر کلاس		

(ج) صنعت زار سوشل ویلفیئر وہاڑی میں سہ ماہی اکتوبر تا دسمبر 2009 میں 90 خواتین تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

(د) فی الحال ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی نیا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال 2009 میں دیا تھا اور اس کا جواب 2010 میں آیا ہے۔ ایک سال میں بھی دس اداروں میں سے چھ اداروں کے head ابھی تک fill نہیں ہو سکے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ چھ ادارے جو بغیر کسی Head کے کام کر رہے ہیں۔ کیا ایک کوالیفائیڈ آدمی ان کو میسر نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، ایک ادارہ ہے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)، دوسرا ہے سپرنٹنڈنٹ شیلٹر ہوم وہاڑی۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ یہ چھ ادارے HEAD سے خالی کیوں ہیں، آپ کو کوئی افسران نہیں ملے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جہاں پر ہمارے ادارے کا سربراہ موجود نہیں ہوتا اس ادارے میں additional charge ہم کسی نہ کسی دوسرے افسر کو دے دیتے ہیں تاکہ ادارے کے معاملات اور اس کے اندرونی تقاضے پورے ہوتے چلے جائیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ضمن میں یہ جن اداروں کی بابت نشاندہی کی گئی ہے وہاں پر صرف اس وجہ سے ابھی تک ہمارے آفیسر تعینات نہیں ہو سکے کیونکہ ان اداروں میں ضلع کے مقامی افسران موجود نہ ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری ایک پالیسی ہے اور ہم کوشش یہ کرتے ہیں کہ اسی ضلع کے بندوں کو priority دیں تاکہ وہ اداروں کو صحیح مؤثر طریقے سے چلانے میں اپنا صحت مندانہ کردار ادا کر سکیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں ادارے میں کوئی افسر موجود نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وہاں پر کام رک گیا ہے اور وہاں پر ایڈیشنل چارج کسی ذمہ دار دوسرے افسر کو سونپا جاتا ہے جو ادارے کی کارکردگی کو واچ کرتا ہے۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) کا جواب update نہیں ہے۔ انہوں نے اکتوبر تا دسمبر 2009 سہ ماہی کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد دو سہ ماہی اور گزر گئی ہیں جس میں جنوری فروری

مارچ اور اپریل مئی جون اور ابھی انہوں نے جولائی میں جواب دیا ہے اور ان کا جواب مکمل نہیں ہے اور update نہیں ہے تو ذرا اس کی بھی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے وہ کہہ رہے ہیں جواب درست نہیں ہے اور سہ ماہیاں ختم ہو گئیں۔ جی۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! اس میں دسمبر 2009 تک جو بتا یا گیا ہے وہ 90 خواتین تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر! یہ سوال کیونکہ پرانا تھا اور انہوں نے 2009 کی بابت پوچھا تھا اس کا تفصیلی جواب آ چکا ہے اور جو ابھی نئی updates ہیں ان کی ابھی ہمارے پاس پوری تفصیل موجود نہ ہے لیکن ادارے سے لے کر ہم ان کو بابت پوری تفصیل بتا دیں گے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کو ایک question کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ کے علاقے سے متعلقہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! سوال ادھر کا ہے آپ کیا کر رہی ہیں؟ کسی بات کا آپ بھی خیال کریں۔ جی، نہیں آپ بیٹھیں۔ جی، پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ادارے خواتین کو کس کس ہنر میں تعلیم دے رہے ہیں۔ ٹیلرنگ، ہینڈ ایمبرائڈری، مشین ایمبرائڈری، نٹنگ اور ٹائی اینڈ ڈائی تو میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹائی اینڈ ڈائی کیا ہے؟ اور یہ کس طرح کی ٹریننگ ہوتی ہے ذرا اس کی وضاحت کر دیں؟

جناب سپیکر: یہ انگلش کا لفظ ہے اور آپ کو سمجھ نہیں آ رہی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں وضاحت ہی مانگ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹائی اینڈ ڈائی کے بارے میں بتائیں۔

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ کسی کپڑے کو ٹائی اینڈ ڈائی اس لئے کرتے ہیں جیسے چٹا اور کالا کو اکٹھا لیتے ہیں تو وہ کام ٹائی اینڈ ڈائی کہلاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: bell ہوگئی ہے لیکن ضمنی سوال اس کو پوچھ لینے دیں۔ جی۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو جواب دیا ہے میں اس سے بالکل مطمئن نہیں ہوں اور یقین کریں کہ ٹائی اینڈ ڈائی کا یہ مطلب نہیں ہے۔ I am very sorry to say کہ وزیر موصوف کو یہ پتا نہیں ہے کہ وہ کس چیز کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: No, please آپ بیٹھیں۔ وہ بات کر رہی ہیں اور میں نے floor ان کو دیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ میلسی بورے والہ گگو منڈی اور وہاڑی کی بات ہو رہی ہے اور یہ وہ علاقے ہیں جہاں پر کارپٹس لوم پر جو weaving ہیں وہ انتہائی ایک اہم جگہ رکھتی ہے جس میں کھدر کھڈی اور دریاں، کھیس اور جائے نماز بنتے ہیں۔ اور جز (د) میں انہوں نے کہا ہے کہ فی الحال ضلع میں خواتین کی فلاح بہبود کے لئے کوئی منصوبہ ابھی زیر غور نہ ہے جو کمپیوٹر ہیں اس کی بجلی نہیں ہے اور ٹائی اینڈ ڈائی کا انہیں پتا نہیں ہے اور ایک جو انہوں جز (ب) میں commit کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار) سوشل ویلفیئر وہاڑی ہے تو اس کا ہیڈ ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ خواتین کے معاملات کیا سدھاریں گے اگر انہوں نے Instructors لگانے ہیں تو مرد ہی لگا دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں پوچھ کر بتاتا ہوں۔ جی، وہ کہتے ہیں کہ ٹائی اینڈ ڈائی کا مطلب آپ کو پتا نہیں چلا اور دوسرا وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے لکھا ہے کہ فی الحال ضلع میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی نیا منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!ابھی جو ہمارے منصوبہ جات کام کررہے ہیں ان پر بالکل کام کررہے ہیں نئے منصوبوں کی بابت ہم نے کہا ہے کہ نیا ابھی کوئی منصوبہ جاری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں پر ضرورت ہے اور ادارے قائم ہونے چاہئیں اور ان کے سب آفس قائم ہونے چاہئیں اور خواتین کو جو مشکلات درپیش ہیں دور کرنے کے لئے سنٹر قائم ہونے چاہئیں تو میں چاہتا ہوں کہ ہماری بہنیں جن کی نشاندہی کریں گی تو ان اداروں کو مستحکم بنانے کے لئے بھی اقدامات اٹھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر:جی،Question Hourختم ہوا۔

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع سرگودھا میں محکمہ کے فلاحی اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2539: **محترمہ زوبیہ رباب ملک**: کیا وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں اس وقت محکمہ سماجی بہبود کے کون کون سے فلاحی ادارے کس کس جگہ کام کررہے ہیں-ان اداروں کے نام بیان کریں؟

(ب) سال07-2006، 08-2007 اور 09-2008 کے دوران اس ضلع میں محکمہ ہذا کو کتنی رقم وصول ہوئی؟

(ج) کتنی رقم کن کن ترقیاتی اور فلاحی کاموں پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنے فلاحی ادارے ایسے ہیں جن میں خواتین کو ٹیکنیکل تعلیم دی جاتی ہے؟

(ہ) ان فلاحی اداروں میں کس کس ہنر میں تعلیم دی جاتی ہے؟

(و) ان اداروں میں اس وقت کتنی خواتین داخل ہیں؟

(ز) ان اداروں کے سربراہوں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت کی تفصیل بیان کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ سماجی بہبود کے مندرجہ ذیل فلاحی ادارے کام کر رہے ہیں:-

1- صنعت زار نیو (عورتوں کو مختلف ہنر سکھانے کا ادارہ) سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا۔

2- دارالامان (عورتوں کی قانونی امداد اور تحفظ فراہم کرنے کا ادارہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

3- دارالفلاح (بیوہ عورتوں اور ان کے بچوں کا فلاحی ادارہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

4- ماڈل چلڈرن ہوم (بچوں کے لئے یتیم خانہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

5- کاشانہ (غریب اور نادار بچوں کا ادارہ) نیو سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

6- نگہبان (گمشدہ اور لاوارث بچوں کا ادارہ) واٹر سپلائی روڈ، سرگودھا

7- ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین، سرگودھا

(ب)

2006-07	2007-08	2008-09
8,420,000/-	10,099,000/-	10,243,000/-

(ج)

1-تعمیر بلڈنگ دارالامان	8.183 (M)
2-تعمیر بلڈنگ ماڈل چلڈرن ہوم	13.684 (M)
3-دارالفلاح سرگودھا کی اپ گریڈیشن (2009-10)	25,33,000/-

4۔ماڈل چلڈرن ہوم سرگودھا کا قیام (2009-10) 4500000/-

(د) مندرجہ ذیل اداروں میں خواتین کو ٹیکنیکل ٹریننگ دی جاتی ہے۔

1- صنعت زار سرگوھا

2- دارالفلاح سرگودھا

3- دارالفلاح سرگودھا

4- کاشانہ سرگودھا

اس کے علاوہ شہری و دیہی علاقوں میں قائم 30 دستکاری سکولوں میں سلائی کڑھائی کی تعلیم دی جاتی ہے۔

(ہ) ان فلاحی اداروں میں مندرجہ ذیل ہنر میں تعلیم دی جاتی ہے۔

1-	سیونگ	2-	Knitting
3-	Cutting	4-	ایمبرائڈری
5-	کمپیوٹر ٹریننگ	6-	ککنگ
7-	بیوٹی پارلر	8-	آرٹ اینڈ کرافٹ
9-	سپوکن انگلش و شارٹ ہینڈ		

(و)

نمبر شمار	نام ادارہ	تعداد خواتین
1	صنعت زار سرگودھا	250
2	دارالفلاح سرگودھا	07خواتین 21 بچے
3	دارالامان سرگودھا	20خواتین،06 بچے
4	کاشانہ، سرگودھا	34
5	ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین	49

(ز)

نمبر شمار	نام سربراہ	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
1	ناصر محمود چیمہ	مینجر صنعت زار	18	ایم اے سوشیالوجی

2	غلام صغریٰ	سپرنٹنڈنٹ دارالامان سرگودھا	17	ایم اے سوشل ورک
3	سعدیہ نصیر	سپرنٹنڈنٹ دارالفلاح، سرگودھا	17	ایم اے سوشل ورک
4	ثوبیہ لطیف	سپرنٹنڈنٹ کاشانہ، سرگودھا	17	ایم اے سوشل ورک
5	سعیدہ افضل	سوشل ویلفیئر آفیسر، ہاسٹل برائے ملازم پیشہ خواتین	17	ایم اے سوشل ورک

ضلع حافظ آباد- 08-2007اور09-2008کو فراہم کی گئی رقوم کی تفصیلات

*4099: **چودھری محمد اسد اللہ**: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ضلع حافظ آباد میں سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران محکمہ سماجی بہبود کو کوئی رقم فراہم کی گئی، اگر ہاں تو کتنی؟

(ب) کیا حافظ آباد میں مذکورہ سالوں کے دوران کوئی نئے منصوبے مکمل کئے گئے، اگر ہاں تو ان منصوبوں کے نام اور ان پر لاگت کا تخمینہ کیا تھا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع حافظ آباد میں مذکورہ سالوں میں ضلعی حکومت کی طرف سے غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے موصول شدہ رقم درج ذیل ہے:-

سال08-2007	Rs. 44,29,000/-
سال09-2008	Rs.54,93,000/-
کل رقم	Rs.99,22.000/-

جبکہ ان سالوں کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے ترقیاتی اخراجات کے لئے موصول شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال08-2007	Rs.19,76,000/-
سال09-2008	Rs.14,45,000/-
کل رقم	Rs.34,21,000/-

(ب) مذکورہ سال میں ضلع حافظ آباد میں صوبائی حکومت کی طرف سے دارالامان قائم کیا گیا۔جس پر کل لاگت 45,45,125 روپے آئی اور یہ مالی سال 2006-07 سے شروع ہو کر مالی سال 2008-09 میں مکمل کیا گیا۔

پنجاب میں عافیت گاہوں اور دارالکفالہ کی تفصیلات

*4229: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں کل کتنی عافیت گاہیں ہیں؟

(ب) لاہور میں کل کتنی عافیت گاہیں ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کے زیر انتظام عافیت کے نام سے تین ادارہ جات لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں کام کر رہے ہیں۔ان اداروں میں ایسے بوڑھے افراد جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہ ہو ان کو رہائش، کھانا پینا، علاج معالجہ اور تفریح کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

(ب) لاہور میں صرف ایک عافیت سوشل ویلفیئر کمپلیکس سیکٹر D-1 ٹاؤن شپ میں کام کر رہا ہے۔

ضلع وہاڑی، عوامی فلاح کے منصوبوں کی تفصیلات

*4412: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع وہاڑی محکمہ سماجی بہبود کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ نے ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے کون کون سے عوامی فلاح کے منصوبے مکمل کئے یا مکمل کئے جا رہے ہیں؟

(ج) ان منصوبوں کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں پر خرچ ہوئی؟

(و) کتنی رقم سے یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی کی گئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) 2007-08 - /1,370,000 روپے جاریہ اخراجات

2008-09 - /1,591,000 روپے جاریہ اخراجات

- /7,500,000 روپے برائے تعمیر بلڈنگ دارالامان وہاڑی

(ب) صرف ایک ہی ادارہ شیلٹر ہوم (دارالامان) وہاڑی زیر تعمیر ہے۔

(ج) نام منصوبہ تعمیر بلڈنگ شیلٹر ہوم (دارالامان) وہاڑی

تخمینہ لاگت 18.84 (M)

تاریخ تکمیل: 30-06-2010

(د)

	2007-08	2008-09
سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں	812364/-	448218/-
ٹی اے/ڈی اے	6940/-	7800/-

(ہ)

2007-08	2008-09
44249/-	60697/-

(و)

2007-08	2008-09
97431/-	68011/-

پنجاب میں رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4917: **محترمہ خدیجہ عمر:** کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنی رجسٹرڈ اور کتنی غیر رجسٹرڈ این جی اوز کام کر رہی ہیں تفصیل بتائی جائے؟

(ب) جن این جی اوز کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہے کیا حکومت ان کو فوری طور پر فارغ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) رجسٹرڈ این جی اوز کو08-2007 اور09-2008 میں کتنی امداد فراہم کی گئی اور کیا اس رقم کا باقاعدہ آڈٹ کیا گیا اگر ہاں تو آڈٹ رپورٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع لاہور میں اس وقت محکمہ سوشل ویلفیئر سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد1019 ہے-

(ب) جن این جی اوز کی کارکردگی تسلی بخش نہ تھی ان این جی اوز کو ختم کر دیا جاتا ہے اور اب تک ضلع لاہور میں339 این جی اوز کو ختم کیا گیا ہے-

(ج) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے مالی سال08-2007 اور09-2008 کے دوران کسی NGO کی مالی امداد نہ کی گئی ہے-

ضلع گوجرانوالہ، بجٹ کی وصولی کی تفصیلات

*4974:ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سماجی بہبود ضلع گوجرانوالہ کو مالی سال08۔2007 اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم کس کس مد میں وصول ہوئی؟

(ب) یہ رقم کن کن ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنی رقم ملازمین کی تنخواہوں / ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کے پٹرول / ڈیزل / مرمت پر خرچ ہوئی؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سماجی بہبود کو مالی سال08-2007 اور 09-2008 کے دوران حاصل شدہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

صوبائی حکومت

2007-08	2000000
2008-09	1710939

ضلعی حکومت

2007-08	14578000/-
2008-09	16772000/-

(ب) صوبائی حکومت کی طرف سے موصولہ رقم سے ضلع میں چلڈرن ہوم کی تعمیر شروع کی گئی۔ اس منصوبہ پر کل لاگت کا تخمینہ 39.542 ملین روپے ہے اور یہ منصوبہ جون 2011 میں مکمل ہو گا۔

(ج) تنخواہ اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

	ٹی اے/ڈی اے	تنخواہ
2007-08	225319/-	10963802/-
2008-09	214299/-	13148977/-

(د) گاڑیوں کے پٹرول اور ڈیزل کی مد میں خرچ کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

2007-08	206644
2008-09	241093

ضلع گوجرانوالہ، محکمہ کے اداروں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4975: **ڈاکٹر محمد اشرف چوہان**: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ سماجی بہبود کے کتنے ادارے کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان اداروں کو سال08۔2007اور09۔2008 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ج) ان اداروں میں کون کون سی ٹیکنیکل تعلیم دی جا رہی ہے؟

(د) ان ٹیکنیکل اداروں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد بتائیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ سماجی بہبود کے کل بارہ ادارے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

-1	اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ	03
-2	کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ	01
-3	میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹ	02
-4	دارالامان	01
-5	نگہبان	01
-6	ہاسٹل فار ورکنگ وومن	01
-7	ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم (صنعت زار)	01
-8	ضلعی بیت المال کمیٹی، گوجرانوالہ	01
-9	سوشیو اکنامک اینڈ Rehabilitation سنٹر (جیل پراجیکٹ)	01

(ب) ان اداروں کو مذکورہ سالوں کے دوران فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

2007-08	14578000/-
2008-09	16772000/-

(ج) بیوٹیشن، کوکنگ، ڈریس ڈیزائننگ، کمپیوٹر فلاور میکنگ، آرٹ اینڈ کرافٹ، سیونگ اینڈ کٹنگ، مہندی اینڈ کینڈل، ایمبرائڈری، انگلش لینگویج، سلک پینٹ

(د)

2007-08	2675
2008-09	3014

بہاولپور میں رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*5096: سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور میں خدمت خلق کے کام کرنے والی رجسٹرڈ رفاہی انجمنوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ انجمنوں کے نام، ایڈریس بتائیں؟

(ج) مذکورہ بالا انجمنوں کو بیرون ممالک سے جو امداد ملتی ہے کیا حکومت کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ ہوتا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت ان انجمنوں کے فنڈز کا آڈٹ کرواتی ہے اگر جواب نہ میں ہے تو آڈٹ ریکارڈ نہ رکھنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع بہاولپور میں محکمہ سوشل ویلفیئر کے رضاکار سماجی تنظیموں کے آرڈیننس مجریہ 1961 کے تحت 284 رجسٹرڈ رفاہی ادارہ جات ہیں۔(لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) مذکورہ انجمنوں کے نام تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) چونکہ یہ ادارے بیرون ممالک سے براہ راست امداد حاصل کرتے ہیں لہٰذا محکمہ کے پاس ان کا کوئی ریکارڈ نہ ہے۔

(د) ہر انجمن سالانہ آڈٹ کروانے کی پابند ہے اور اس رپورٹ کی ایک کاپی محکمہ کو جمع کرواتی ہے۔

سوشل ویلفیئر کے تحت قائم اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ کی تنخواہیں بڑھانے کی تفصیلات

*5098: محترمہ خدیجہ عمر: کیاوزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں سوشل ویلفیئر کے تحت قائم اداروں میں اساتذہ کو تنخواہ مبلغ -/500 روپیہ ماہانہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ششماہی دی جاتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ اساتذہ کو بھی دوسرے اداروں کے اساتذہ کے برابر ماہانہ کی بنیاد پر تنخواہ دینے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) اگر مذکورہ اساتذہ کو تنخواہ کی بجائے اعزازیہ دیا جاتا ہے تو وہ کتنا ہے، اگر اعزازیہ ۔/500روپے ماہانہ ہے تو کیا حکومت اس میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) صوبہ پنجاب میں این جی اوز کے تحت چلنے والے انڈسٹریل ہومز میں کام کرنے والی انڈسٹریل ٹیچرز محکمہ سوشل ویلفیئر کی باقاعدہ ملازمہ نہ ہیں اور نہ ہی ان کو محکمہ کوئی تنخواہ دیتا ہے۔ ان کو ماہانہ تنخواہ متعلقہ این جی اوز ادا کرتی ہیں جبکہ محکمہ ان کے لئے صرف اعزازیہ ششماہی بنیادوں پر این جی اوز کو دیتا ہے اور محکمہ چیک این جی اوز کے نام جاری کرتا ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ انڈسٹریل ٹیچر محکمہ یا حکومت پنجاب کی ملازم نہیں ہے لہذا ان کا دوسرے ادارہ کے اساتذہ سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) محکمہ نے اعزازیہ میں اضافہ کے لئے کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ میں داخل کیا ہوا ہے جو کہ زیر غور ہے۔

خصوصی بچوں کے علاج معالجے کے لئے اداروں کی تفصیلات

*5112: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

پنجاب میں محکمہ کے کل کتنے ادارے ہیں جو سرکاری طور پر صرف خصوصی بچوں کے علاج معالجے کے سلسلے میں کام کر رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

پنجاب میں محکمہ کے زیر انتظام کوئی ادارہ خصوصی بچوں کے علاج معالجے کے لئے کام نہ کر رہا ہے۔تاہم محکمہ کے زیر انتظام ذہنی معذور بچوں کے لئے ایک ادارہ چمن کے نام سے کام کر رہا ہے۔جس میں ان بچوں کو رہائش، کھانا تربیت اور تفریحی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

ضلع لاہور میں رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تفصیلات

*5212: محترمہ سیمل کامران: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کے نام اور پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کتنی تنظیموں کو سال2008 سے اب تک کتنی رقم حکومت کی طرف سے کن کن مقاصد کے لئے دی گئی؟

(ج) جن تنظیموں کو مالی امداد نہ دی گئی ان کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) یہ مالی امداد جس اتھارٹی کی منظوری سے دی گئی اسکا نام، عہدہ، گریڈ وغیرہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کتنی سماجی تنظیموں کی رقم کا آڈٹ کس کس بنا پر کیا گیا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) لاہور میں رجسٹرڈ سماجی تنظیموں کی تعداد1040 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے سال2008 کے دوران کسی NGO کی مالی امداد نہ کی گئی ہے۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) Voluntary Social Welfare Agencies (R &C) Ordinance 1961 کے مطابق محکمہ سماجی بہبود، سماجی تنظیموں کا آڈٹ نہیں کرتا تنظیمیں اپنا آڈٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے خود کرواتی ہیں۔

انڈسٹریل ہومز کا قیام و دیگر تفصیلات

*5298: انجینئر الاقمر الاسلام راجہ: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں کل کتنے انڈسٹریل ہومز کا قیام عمل میں لایا گیا اور اوسطاً کتنی خواتین ان سے مستفید ہو رہی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی دیہی خواتین کو فنی تربیت دینے کے لئے دیہات میں ووکیشنل مراکز کام کر رہے ہیں ایسے مراکز کی کل تعداد کتنی ہے اور اوسطاً کتنی خواتین ایک وقت میں ان مراکز سے تربیت حاصل کر سکتی ہیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب میں کل 34 ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہومز (صنعت زار) کام کر رہے ہیں اور ان میں سے سالانہ اوسطاً25000 خواتین تربیت حاصل کر رہی ہیں۔

(ب) صوبہ پنجاب کے دیہات میں ووکیشنل مراکز تو نہیں البتہ چھوٹے پیمانے پر انڈسٹریل ہوم کھولے گئے ہیں جو مقامی این جی اوز کی مدد سے چلائے جا رہے ہیں ایسے انڈسٹریل ہوم کی تعداد780 ہے اور ایک انڈسٹریل ہوم میں اوسطاً30-25 خواتین تربیت حاصل کر سکتی ہیں۔

وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*5364: محترمہ نسیم لودھی: کیاوزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کا منصوبہ زیر غور ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں توسیع کے منصوبے پر 160 ملین روپے کی لاگت آئے گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن لاہور میں لڑکیاں ہینڈی کرافٹ تیار کریں گی اور اسی جگہ پر ڈسپلے اور سیل سنٹر بھی قائم کیا جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) جی ہاں! وومن ڈویلپمنٹ سنٹر ماڈل ٹاؤن میں توسیعی منصوبے پر کام جاری ہے۔

(ب) اس منصوبے پر کل لاگت کا تخمینہ 145.617 ملین روپے ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ وومن ڈویلپمنٹ سنٹر میں خواتین کی تیار کردہ مصنوعات کے لئے ڈسپلے سنٹر اور سیل سنٹر کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔

رحیم یار خان میں شیلٹر ہوم پراجیکٹ منصوبہ کی تفصیلات

*5469: محترمہ مائزہ حمید: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں شیلٹر ہوم پراجیکٹ کے لئے اراضی خرید لی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک اس کی تعمیر شروع نہیں کی گئی اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے تھے اگر ہاں تو کتنے اور یہ کہاں کہاں استعمال ہوئے، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ ضلع رحیم یار خان میں دارالامان کے لئے کوئی اراضی خرید نہ کی گئی ہے۔

(ب) چونکہ ابھی نہ ہی کوئی اراضی خرید کی گئی ہے اور نہ ہی اس پر کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے لہذا اس پر کام شروع نہ ہونے کی وجوہات بتانا ممکن نہ ہے۔

(ج) ضلع رحیم یار خان میں کرائے کی عمارت میں دارالامان قائم کر دیا گیا ہے اور اس کے لئے فنڈز فراہم کر دیئے گئے تھے اور وہ صرف اور صرف اسی شیلٹر ہوم پر ہی خرچ ہوئے۔

خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا مسئلہ

*5842: جناب قیصر اقبال سندھو: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمانہ پروموشن نہ ہونے کیوجہ سے ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر اور مینجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم بی ایس 18 کی تقریباً 30 اسامیاں خالی پڑی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خالی اسامیوں پر پروموشن کے ذریعے تاحال پوسٹنگ نہ کی گئی ہے جس کی وجہ سے محکمہ کی کارکردگی بری طرح متاثر ہو رہی ہے اور عوام الناس کو مشکلات درپیش ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک، خالی اسامیوں کو پروموشن کے ذریعہ پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) اس وقت محکمہ کے پاس ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر / مینجر بی ایس۔18 کی کل 25 اسامیاں خالی ہیں جن میں سے 8 ڈائریکٹ بھرتی کے لئے اور جبکہ 17 محکمانہ ترقی کے ذریعے پر ہونا ہے۔

(ب) جہاں پر اسامی خالی ہوتی ہے وہاں پر کسی دوسرے آفیسر کو ایڈیشنل چارج دے کر اسامی پر کر دی جاتی ہے تاکہ محکمہ کی کارکردگی متاثر نہ ہو اور نہ ہی عوام الناس کو مشکلات پیش آئیں۔

(ج) محکمانہ سروس رولز2009 کے مطابق افسران کی ترقی کے لئےMPDD ٹریننگ لازمی قرار دے دی گئی ہے جس کے لئے MPDD پہلے ٹریننگ فیس مانگ رہی ہے۔رقم کی منظوری ہو چکی ہے اور جلد ہیMPDD ٹریننگ شیڈول جاری کر دے گا۔ٹریننگ کے بعد ترقیوں کے لئے محکمانہ پروموشن کمیٹی کا اجلاس بلایا جائے گا۔

ضلع بہاولنگر، خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا معاملہ

*5844: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کے محکمہ سوشل ویلفیئر میں مختلف اسامیاں بشمول پروموشن کوٹا خالی ہیں کتنی کس کس سکیل کی اور کب سے خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے تاحال کوئی ٹھوس اقدامات نہیں اٹھائے گئے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کو تیار ہے تو کب تک؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں صرف سپروائزر سوشل ویلفیئر سکیل نمبر9 کی 7 اور نیڈل کرافٹ انسٹرکٹر سکیل نمبر8 کی ایک اسامی خالی ہیں۔اس کے علاوہ کسی بھی پوسٹ کے لئے کوئی خالی اسامی نہ ہے۔علاوہ ازیں محکمہ ہذا میں تعینات اہلکاران ضلع بہاولنگر کی کوئی پروموشن سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں زیر التواء نہ ہے۔

(ب) محکمہ سوشل ویلفیئر ضلع بہاولنگر میں سپروائزر سوشل ویلفیئر سکیل نمبر9 کی 7 اور نیڈل کرافٹ انسٹرکٹر سکیل نمبر8 کی ایک اسامی کی تعیناتی کے لئے اخبار روزنامہ "خبریں" مورخہ 01-05-2010 اور روزنامہ "جنگ" مورخہ 05-05-2010 کو اشتہار تشہیر کئے گئے لیکن حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبری S0(E)-IV(S&GAD)16-7/2010 مورخہ 12-05-2010 کے تحت سکیل نمبر6 تا 15 کی بھرتی پر مکمل پابندی تا حکم ثانی از حکام بالا عائد کر دی گئی۔اس وجہ سے مذکورہ بھرتی منسوخ کر دی گئی۔

(ج) درج بالا اسامیاں حکومت پنجاب کی طرف سے عائد پابندی کے پیش نظر تا حکم ثانی حکام بالا منسوخ ہو گئی ہیں۔مذکورہ بھرتی دوبارہ کرنے کی تا حال کوئی اجازت دفتر ہذا موصول نہ ہوئی ہے۔

ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6024: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنی این جی اوز ہیں جن کو حکومت کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے پاس ان این جی اوز کو چیکنگ کا اختیار ہے؟

(د) سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کن کن این جی اوز کی چیکنگ کی گئی؟

(ہ) کس کس این جی اوز کے ریکارڈ اور گرانٹ میں بے ضابطگیاں پائی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد 553 ہے۔

(ب) محکمہ سماجی بہبود کی طرف سے پچھلے دو سالوں میں کسی این جی او کی مالی مدد نہ کی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں! محکمہ سوشل ویلفیئر کو (Registration Voluntary Social Welfare Agencies and Control) Ordinance, 1961 کے تحت NGOs کو چیک کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

(د) سال 09-2008 اور 10-2009 کے دوران کل 332 این جی اوز کی باقاعدہ چیکنگ کی گئی۔

(ہ) مذکورہ سالوں کے دوران ضلع میں کسی بھی NGO کے ریکارڈ میں کوئی بے ضابطگی نہ پائی گئی۔

ضلع فیصل آباد میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6026: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع فیصل آباد محکمہ سماجی بہبود میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس محکمہ کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں کون کون سے فلاحی منصوبے مکمل کئے گئے، ان کے نام، تخمینہ لاگت بتائیں اور کون کون سے فلاحی منصوبے زیر تکمیل ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیر سماجی بہبود وترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ سماجی بہبود کے کل ملازمین کی تعداد 126 ہے جن کی گریڈ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع میں اس وقت کل 17 اسامیاں مختلف گریڈ کی خالی ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ سالوں کے دوران صوبائی حکومت کی طرف سے ضلع کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران کوئی منصوبہ مکمل نہ کیا گیا ہے تاہم موجودہ مالی سال کے دوران ضلع فیصل آباد میں صوبائی حکومت کی طرف سے چلڈرن ہوم (یتیم خانہ) کا منصوبہ شروع کیا جارہا ہے جس پر لاگت کا تخمینہ تقریباً 51.41 ملین روپے ہے اور یہ منصوبہ جون 2012 میں مکمل ہو گا۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6270: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سماجی بہبود میں کل کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

(ب) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) اس محکمہ کو سال 09۔2008 اور 10۔2009 کے دوران کتنی رقم صوبائی حکومت کی طرف سے موصول ہوئی؟

(د) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں اس محکمہ نے کون کون سے فلاحی منصوبے مکمل کئے ان کا نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ہ) اس وقت کون کون سے فلاحی منصوبے زیر تکمیل ہیں اور یہ کب تک مکمل ہوں گے؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں محکمہ سماجی بہبود کے کل ملازمین کی تعداد 34 ہے۔

(ب) اس وقت محکمہ کے پاس کل 08 اسامیاں خالی ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کی طرف سے ضلع منڈی بہاؤالدین کو سال 09-2008 کے دوران 21 لاکھ 61 ہزار روپے اور سال 10-2009 کے دوران 32 لاکھ 73 ہزار وصول ہوئے۔

(د) ان سالوں کے دوران ضلع میں صوبائی حکومت کی طرف سے دارالامان قائم کیا گیا۔

(ہ) اس وقت ضلع میں کوئی بھی منصوبہ زیر تکمیل نہ ہے۔

ضلع منڈی بہاؤالدین، رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6271: جناب آصف بشیر بھاگٹ: کیا وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کتنی این جی اوز ہیں جن کو حکومت کی طرف سے مالی امداد فراہم کی جاتی ہے؟

(ج) سال09۔2008اور10۔2009کے دوران کن کن این جی اوز کی چیکنگ کی گئی؟

(د) کس کس این جی اوز کے ریکارڈ اور گرانٹ میں بے ضابطگیاں پائی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود و ترقی خواتین(جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد64ہے۔

(ب) ہر این جی او مالی امداد حاصل کر سکتی ہے۔ہر سال ان کی تعداد مختلف ہو سکتی ہے۔جیسا کہ 2008-09 میں صرف ایک ہی این جی او کو مالی امداد فراہم کی گئی اور 2009-10 میں تین این جی اوز کو امداد فراہم کی گئی۔

(ج) سال09-2008میں مندرجہ ذیل این جی اوز کی چیکنگ کی گئی۔

1- سوشل ویلفیئر سوسائٹی جوکالیاں
2- رحمت اللعالمین ویلفیئر سوسائٹی چھوہرانوالہ
3- علامہ اقبال ویلفیئر سوسائٹی سندھانوالہ
4- انجمن عروۃالوثقیٰ ہیلاں
5- سوشل ویلفیئر سوسائٹی پھالیہ
6- سوشل ویلفیئر سوسائٹی کٹھیالہ شیخاں
7- دی لائٹ سوشل ویلفیئر سوسائٹی بوسال بنگلہ
8- عطامحمد ویلفیئر سوسائٹی پاہڑیانوالی
9- سوشل ویلفیئر سوسائٹی قادر آباد
10- انجمن اصلاح معاشرہ رنمل شریف

-11 سوشل ویلفیئر سوسائٹی رگھ

-12 شہری انجمن ترقیاتی کونسل (شاتک)

-13 نعمان ہیئرنگ اینڈ ایمپیئرڈ ویلفیئر سوسائٹی منڈی بہاؤالدین

-14 ہیومن رائٹس ویلفیئر سوسائٹی منڈی بہاؤالدین

-15 انجمن بہبودی خواتین منڈی بہاؤالدین

-16 فیضان ویلفیئر آرگنائزیشن منڈی بہاؤالدین

-17 سماجی بہبود کونسل چیلیانوالہ

-18 انسان دوست ویلفیئر سوسائٹی لیدھر

سال2009-10 میں مندرجہ ذیل این جی اوز کی چیکنگ کی گئی۔

-1 انجمن نوجواناں فلاح و بہبود بوسال سکھا

-2 رہبر ویلفیئر سوسائٹی بھیرووال

-3 تنظیم رفاہ عامہ ساہنا

-4 سماجی بہبود کونسل ہریا

-5 ایکٹو ویلفیئر سوسائٹی ملکوال

-6 سوشل ویلفیئر سوسائٹی بادشاہ پور

-7 ایم وائی ایم ویلفیئر سوسائٹی رتوکے وال

-8 جلالیہ ویلفیئر آرگنائزیشن بھکھی شریف

-9 جی علی الفلاح ویلفیئر سوسائٹی پاہڑیانوالی

-10 کمیونٹی ڈویلپمنٹ کونسل بار موسیٰ

-11 سہارا سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن واسو

-12 ڈسٹرکٹ اینٹی ٹی بی ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین

-13 انجمن فلاح مریضاں منڈی بہاؤالدین

-14 حقوق انسانی ویلفیئر سوسائٹی منڈی بہاؤالدین

۔15 حنا ڈویلپمنٹ کونسل منڈی بہاؤالدین

(د) کسی این جی او کی گرانٹ میں بے ضابطگی پائی گئی۔این جی او کو ریکارڈ تیار کرنے کی ٹریننگ وقتاً فوقتاً دی جاتی ہے جس سے وہ اپنی غلطیاں درست کر لیتے ہیں۔ایسی کوئی بے ضابطگی سامنے نہ آئی ہے جو قابل گرفت ہو۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!بہت ہی مؤدبانہ عرض کرنی ہے اور آپ کی وساطت سے تمام ہاؤس کی توجہ چاہئے کہ پچھلے چند دنوں میں یہاں پر ہم نے اپنی ٹاپ لیڈر شپ جس میں سینئر منسٹر صاحب، لاء منسٹر صاحب اور قائد حزب اختلاف ہیں ان کے درمیان گرم گرم بحث بھی سنی اور لوگوں نے بھی سنی اور اس کے علاوہ جتنے بھی معزز ممبران کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں اس میں ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ غیر پارلیمانی زبان کے الفاظ کا جو استعمال ہے وہ ایک انتہائی اور ہی پیرائے میں چلا گیا ہے۔ خاص طور پر کل سینئر منسٹر صاحب کی جو گفتگو ہے اس میں کچھ حذف نہیں کیا گیا، یہ آپ کا استحقاق ہے اور میں respect کرتی ہوں لیکن میں اپنی پارٹی کی طرف سے بتا رہی ہوں کہ ہماری پوری پارٹی چند منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ کرنا چاہتی ہے کہ یہاں پر جو غیر پارلیمانی حرکات، سکنات، الفاظ اور جو محاورے اور شعر ہیں ان پر آپ سختی سے ان سب کو کہیں کہ ہم role model ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے آپ کو criticize کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!میری بات سنیں۔ یہ لغاری صاحب نے point out کیا تھا اور میں نے وہ چیک کیا ہے اور جو نازیبا الفاظ تھے جس سے کسی کی دلآزاری ہوتی ہے میں نے ان کے حذف کرنے کا پہلے ان کو کہہ دیا تھا اور آپ اس وقت موجود نہیں تھیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!میری گزارش آپ کی وساطت سے ان لوگوں سے ہے کہ آپ لوگ کچھ اپنے تقدس کا خیال رکھ کر ایوان میں اظہار خیال کیا کریں اور ہم چند منٹ کا ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ واک آؤٹ کس بات پر کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! غیر پارلیمانی الفاظ کے حوالے سے کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف نے ٹوکن واک آؤٹ کیا)

پارلیمانی سیکرٹری برائے محصولات و آبکاری (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ عورتوں کی جماعت ہے۔

جناب سپیکر: جی، مجھے سمجھ نہیں آئی کیا کہہ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے محصولات و آبکاری (جناب محمد آجاسم شریف): جناب سپیکر! یہ عورتوں کی جماعت ہے اور جب عورتیں ناراض ہوتی ہیں تو واک آؤٹ کر کے چلی جاتی ہیں۔

MR. SPEAKER: No, please.

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ادھر مرد کھڑے ہیں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ مردوں کی جماعت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں، میں آپ کی بات بھی سنتا ہوں۔ جی، خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے کوئی نامناسب بات نہیں تھی اور تمام معزز ممبران کو کسی کے متعلق اس قسم کی زبان استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، جس سے کسی کی دلآزاری ہو یا تضحیک کا پہلو نظر آتا ہو۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جس سے کسی دل آزاری ہو۔ میں خصوصاً رانا ثناءاللہ صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ انہوں نے دو تین دفعہ ہمیں یزید کا ساتھی کہا۔ میری گزارش یہ ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو اس طرح یزید کا ساتھی کہنا بہت بڑی زیادتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اس سے زیادہ زیادتی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے آپ کو ایسے نہیں کہا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے تمام اپوزیشن والوں کو اس طرح کہا اور جب یہ کہتے ہیں کہ آمر کے ساتھی یا کچھ اور وہ تو ٹھیک پر وہ جو جائز بات ہے وہاں تک رہیں۔ جہاں تک مذہب کا تعلق ہے اس کے اندر جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ پہلے ہی ملک کے کیا حالات ہیں اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ میری رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش ہے کہ کم از کم اس طرح کی language استعمال نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔ مستقبل میں ذرا احتیاط کیجئے۔ پہلے ہم نے حذف کر دیئے تھے اب مستقبل میں ذرا خیال رکھا جائے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آپ فرمالیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ اس معزز ایوان کا وقت tie and die جیسے سوالات میں ضائع نہ کیا جائے۔ tie and die ایک رنگنے والے کی technique ہے۔ منسٹر صاحب کو شاید اس کا پتا بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہ ایک کپڑے کو باندھ کر رنگنے کی technique ہے۔ اس پر اتنا قیمتی وقت ضائع کرنا، وقفہ سوالات کے لئے صرف ایک گھنٹہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ کیوں وقت ضائع کر رہی ہیں؟ آپ بیٹھیں، آپ کی مہربانی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ ابھی اپوزیشن کی طرف سے شیر علی خان صاحب بات کر رہے تھے۔ میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ یزید اور یزیدیت یہ ایک محاورہ بن چکا

ہے اس لئے مجھے اس میں کوئی غیر پارلیمانی بات نظر نہیں آتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وزیر قانون صاحب نے یزید اور یزیدیت کے حوالے سے کوئی لفظ استعمال کیا ہے تو یہ کوئی غیر پارلیمانی بات نہیں ہے۔ ایک محاورہ ہے محاورے کے طور پر ایک عمل کے لئے یزید اور یزیدیت کا استعمال بالکل جائز ہے اور ڈکشنری کے حوالے سے بھی جائز ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں بہتر بات یہی ہے کہ ایک دوسرے کا احترام کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کے ایوان کی بھی عزت ہے۔جی، اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔جی، پیر رفیع الدین شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 26ہے۔جی۔

ایس ایچ او تھانہ صدر لودھراں کا معزز رکن اسمبلی کا فون نہ سننا

سید محمد رفیع الدین بخاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کے لوگ اپنے مسائل لے کر میرے پاس آتے ہیں، مجھے ان کے جائز معاملات کے حل کے لئے مقامی سطح پر پولیس سٹیشن سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح میں نے ایک عوامی مسئلہ کے حل کے لئے پچھلے ایک ہفتہ سے مسٹر طاہر اعجاز، S.H.O. تھانہ صدر لودھراں سے ان کے موبائل فون نمبر 0300-3307800 پر رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن موصوف S.H.O نے میرا فون سننا گوارہ نہ کیا۔ میں نے پھر مورخہ 13۔جولائی2010 کو دوبارہ رابطہ کرنے کی کوشش کی، جب میں نے تھانہ صدر لودھراں فون کیا تو فون ڈیوٹی آفیسر مسٹر ناصر خان نے attend کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ S.H.O باہر بیٹھے ہوئے ہیں آپ موبائل فون پر ان کے ساتھ رابطہ کر کے بات کر لیں۔ میں نے اسی وقت موصوف S.H.O کے موبائل فون پر رابطہ کیا لیکن انہوں نے بات نہ کی۔ میں نے دوبارہ تھانہ فون کیا اور مسٹر ناصر خان سے کہا کہ وہ میری بات کروا دیں۔ اس پر مجھے جواب دیا گیا آپ فون hold کریں، میں بات کرواتا ہوں، میرے فون hold کرنے کے دوران ہی موصوف S.H.O نے مسٹر ناصر خان سے کہا آپ ایم پی اے کو کہہ دیں میں تھانہ میں موجود نہ ہوں، یہ

ایم پی اے اسی طرح تنگ کرتے ہیں، ان کو ٹرخا دو۔ جب موصوف S.H.O.، ڈیوٹی آفیسر کو ہدایت دے رہا تھا میں فون کے ذریعے ساری گفتگو سن رہا تھا۔ بعد میں مجھے ایسے ہی جواب مسٹر ناصر خان نے دے دیا کہ صاحب تھانہ میں نہ ہیں۔ میں نے اسی وقت اپنے حلقہ کے ایک معتبر شخص کے ذریعہ معلوم کیا اور پتا چلا کہ موصوف S.H.O تھانہ کے اندر ہی موجود تھے انہوں نے جان بوجھ کر مجھ سے بات نہ کی۔ میں اس معزز ایوان کا رکن ہوں اور اپنے حلقہ کی عوام کی انتہائی ایمانداری سے نمائندگی کر رہا ہوں اور اپنے حلقہ کی عوام کے مسائل کے حل کے لئے مختلف دفاتر سے رابطہ کرتا ہوں۔ اس معزز ایوان نے ایک رکن اسمبلی کو صوبائی اسمبلی پنجاب استحقاقات ایکٹ کے سیکشن 15 کے تحت VIP declared کیا ہوا ہے۔ اس کے باوجود ایک معزز رکن کا فون نہ سننا اور جھوٹ بولنا اور لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کی بجائے جان بوجھ کر مشکلات پیدا کرنا، کہاں کا انصاف ہے۔ موصوف S.H.O کے ناروا سلوک کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی مجھے ابھی موصول ہوئی ہے تو اس کا جواب next week کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: ایک تو میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس ہاؤس میں بیٹھ کر یہ بات کی تھی اور جتنے بھی ہمارے سرکاری ملازم بھائی ہیں سب کو یہ کہا تھا کہ معزز اراکین کے ٹیلیفون کو سُنا جائے، اس کا جواب دیا جائے اور ان سے رابطہ کیا جائے۔ اگر وہ آفس میں نہیں ہیں تو جب وہ اپنے آفس تشریف لاتے ہیں اور ان کا آپریٹر ان کو بتاتا ہے تو ان کو بات کرنی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ کی observation بالکل درست ہے چونکہ rules میں جواب کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان کے شایانِ شان نہیں کہ ہم اپنے معاملے میں rules کو violate کریں۔ آپ اسے next week میں Monday یا Tuesday کے لئے pending کر دیں اس کا جواب آ جائے گا اور اگر یہ بات درست ثابت ہوئی تو اسے مجلس استحقاقات کے سُپرد کر دیں گے۔

جناب سپیکر: اس کو Tuesday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔جی ، اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پی سی ایس افسران کے بارے میں تحریک التوائے کار کو منظور کرنے اور اس پر بحث کرنے کا مطالبہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب فرمائیں۔ حکم کریں، ارشاد فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس یا اس سے پہلے ہمارے Hon’ able member شیخ علاؤ الدین صاحب نے ایک تحریک پیش کی تھی۔ آج بھی ہمارے پی سی ایس افسران ہڑتال پر ہیں، آج بھی وہ اپنے حقوق کے لئے جگہ جگہ دربدر پھر رہے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اس پر آپ نے آرڈر فرمایا تھا کہ اسی اجلاس میں یا next week میں اس پر حکومت اپنا مؤقف دے گی تو اب دو اجلاس گزر گئے ہیں ۔ اس اجلاس کا بھی میرے خیال میں چھٹا، ساتواں دِن ہے تو میری آپ سے humble request ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ہاؤس میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کون سی تحریک ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شیخ علاؤ الدین صاحب کی تھی یہ بجٹ سیشن سے پہلے کی pending پڑی ہے۔

جناب سپیکر: کون سی والی؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن کے جو ہمارے پی سی ایس افسران ہیں ان کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: ابھی رانا صاحب اس بارے میں جواب دے سکیں گے۔ رانا صاحب! ذرا اپنی سیٹ پر پہنچیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ پی سی ایس افسران کے حوالے سے جو کمیٹی بنی تھی اس کا کیا بنا، کیا جواب آیا ،ان کے مطالبات کا کیا ہوا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پی سی ایس افسران کے ساتھ ان کے معاملات میں جو تجاوز ہو رہا ہے یا بقول ان کے کہ ان کی حق تلفی ہو رہی ہے تو اس پر ہاؤس میں Adjournment Motion پیش ہوئی تھی جس کو بہت سارے معزز ممبران نے support کیا تھا۔ غالباً شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے وہ پیش ہوئی تھی اور یہاں پر کافی بات ہوئی تھی تو اس کے بعد پھر میں نے چیف سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ آپ ایک کمیٹی بنا کر اس کی سفارشات مرتب فرمائیں کہ کس طرح سے ان کی دادرسی ہو سکتی ہے۔ اس میں چیف سیکرٹری صاحب نے کمیٹی بنائی لیکن اس کمیٹی میں پی سی ایس افسران کی طرف سے نمائندگی نہیں تھی۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ آپ پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کے صدر کو اس کمیٹی میں رکھیں اور اس کے بعد سفارشات بھیجیں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کمیٹی کو re-notify کیا اور پی سی ایس افسران کی ایسوسی ایشن کے صدر کو اس کمیٹی میں رکھا اس کے بعد اس کی ایک دو meetings ہوئیں لیکن پی سی ایس افسران اس کمیٹی سے مطمئن نہیں تھے۔ ان کا یہ مؤقف تھا کہ اس میں اب بھی ڈی ایم جی افسران کا غلبہ ہے جن سے ہمیں یہ سارا گلہ ہے یا وہ حقوق جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے پاس ہیں۔ اس پر پھر وزیراعلیٰ پنجاب نے نئے سرے سے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے اور اس کے کنوینئر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب ہیں ۔ اس میں، میں بھی ممبر ہوں اس کے علاوہ چیف سیکرٹری اور دوسرے لوگ اس کے ممبر ہیں۔ اس کی میٹنگ غالباً کل تھی لیکن میں چونکہ یہاں ہاؤس میں مصروف تھا اس لئے میں اس میٹنگ میں نہیں جا سکا اور بعد میں مجھے پتا چلا کہ ابتدائی طور پر ان کے مطالبات پر غور ہوا ہے اور ابھی ایک دو میٹنگیں اور ہونے کے بعد پھر جو recommendations ہیں جس سے ان کی دادرسی ہو سکے تو وہ یہ کمیٹی رپورٹ مرتب کر کے گورنمنٹ کو پیش کرے گی اور وزیراعلیٰ پنجاب نے اس بات کی یقین دہانی کروائی ہے کہ اس کمیٹی کی جو سفارشات ہوں گی اس کے مطابق پی سی ایس افسران کی دادرسی یا ان کے جو اعتراضات ہیں ان کا ازالہ کیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ سالہا سال سے لٹکتا آرہا ہے۔ اس مرتبہ اس کو

seriouslyاس ایوان میں take up کیا گیا اور اس ایوان کے take up کرنے کے بعد اب level Governmentپر اس کو take up کیا جارہا ہے اور اس سلسلے میں کمیٹی بن چکی ہے۔ اس کمیٹی میں ہم انشاءاللہ اس معزز ایوان میں جو اس بارے میں اپنی رائے دینا چاہتے ہیں ہم ان کو بھی سنیں گے اور پی سی ایس افسران کی ایسو سی ایشن کے عہدیداران کو بھی سنیں گے اور جو ڈی ایم جی سائیڈ سے مؤقف ہو گا اسے بھی سامنے رکھیں گے اور اس کے بعد یہ سفارشات جو ہیں ان کو انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد ان کو مکمل کر کے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش کریں گے اور اس پر عملدرآمد ہونے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اس ناجوازی کا یا ان کی حق تلفی کا ازالہ ہو جائے گا لیکن اس مرحلے پر کسی طرف سے بھی اس معاملے کو دوبارہ agitation کی طرف لے کر جانا یا اس میں دخل دینا کہ جس سے معاملات سلجھنے کی بجائے الجھ جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی بھی فریق کے لئے بہتر نہیں ہو گا۔ میں آج on the floor of the House جو پی سی ایس افسران کی ایسو یسی ایشن ہے میں انہیں اس بات کا یقین دلا تا ہوں کہ گورنمنٹ اس۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب والا! گورنمنٹ اس معاملے میں serious ہے اس سلسلے میں ایک high level committee بنادی گئی ہے جس میں سینئر مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب اور میں خود بھی اس کا ممبر ہوں، چیف سیکرٹری بھی اس کے ممبر ہیں۔ ہم اس میں ان کی بات کو سنیں گے معزز ایوان کا جو consensus ہے اس کو بھی پیش نظر رکھیں گے۔ اس مرحلے پر کسی ہڑ تال کی کال دینا یا کسی ایسے اقدام کا اٹھانا جو ہے ان کے معاملات کو دوبارہ سے الجھا سکتا ہے اس لئے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ جہاں سالہا سال سے یہ معاملہ ٹکا ہوا تھا وہ تھوڑا تحمل سے کام لیں انشاءاللہ تعالیٰ اس معاملے کو بہت جلد حل کر کے، واقعی ان کے ساتھ یہ زیادتی ہوتی رہی ہے۔ ان کا حق انہیں ملنا چاہئے اس بات کو اس معزز ایوان نے بھی realize کیا ہے اور گورنمنٹ نے بھی کیا ہے ۔ اب اس realization کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ انہیں تھوڑا سا اس معاملے میں تحمل سے کام لینا چاہئے۔ انشاءاللہ تعالیٰ ان کے مسائل کو ہم حل کریں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کو صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے کمیٹی جو بنی ہے اس کی رپورٹ آنی چاہیئے plus ان کے ساتھ بقول ان کے زیادتیاں ہوئی ہیں رانا صاحب نے assurance کروائی ہے کہ ہم ان زیادتیوں کا بھی انشاء اللہ ازالہ کریں گے۔ آپ بھی اپنی طرف سے کہیں میں بھی کہہ رہا ہوں کہ ان کو اس قسم کی agitation تاوقتیکہ یہ اپنی مکمل رپورٹ نہ دے لیں اور اگر وہ اس سے مطمئن ہوتے ہیں تو ٹھیک ورنہ ان کا اپنا جو استحقاق ہے وہ اپنی جگہ پر موجود ہو گا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف چلتے ہیں۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار نمبر 421 ہے۔ یہ آج کے لئے pending کی گئی تھی۔جی، وزیر قانون!

لبرٹی چوک لاہور کی گرین بیلٹ پر پی ایچ اے کے عملہ و افسران کی ملی بھگت سے پلازہ مالک کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اس جواب کے مطابق لبرٹی چوک میں Big City Plaza کے مالک نے چند برس قبل بوقت تعمیر گرین بیلٹ کو ملبہ وغیرہ کے لئے استعمال کیا اور عدالت سے حکم امتناعی جاری کروالیا۔ اس کے خاتمہ پر ایل ڈی اے نے پلازہ کے غیر قانونی حصہ کو گرانا شروع کر دیا جس وجہ سے گرین بیلٹ بحال کرنا مناسب تھا۔ یہ واحد تکون ہے جہاں TEPA نے curbstone ابھی لگانا ہے جوں ہی TEPA وہ curbstone مکمل کرلے گی اور برسات کا موسم شروع ہو جائے گا اور اسی مون سون میں گرین بیلٹ کو بحال کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: یہ بات ان کے نوٹس میں آگئی ہے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 486/10 سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی ہے۔جی۔

بورے والہ شہر میں واٹر سپلائی سکیمیں مکمل

اور چالو نہ کرنے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

سردار خالد سلیم بھٹی: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل بورے والہ شہر میں 3 سے 5 کروڑ روپے کی لاگت سے سٹی پیکج کے نام سے واٹر سپلائی کی سکیمیں شروع کی گئیں ان سکیموں میں سے بعض کو اونا پونا بنا کر ادھورا چھوڑ دیا گیا اور جن سکیموں کو انہوں نے سرکاری سطح پر مکمل declare کیا ہے ان کو بھی ابھی تک چالو کیا ہے اور نہ نئے مالی سال 2010-11 میں ان سکیموں کے بارے کچھ نہ بتایا گیا ہے کہ آیا وہ سکیمیں چالو بھی ہوں گی یا نہیں؟ تحصیل بورے والہ کی عوام کو پہلے ہی پینے کے لئے صاف پانی میسر نہ ہے، اگر حکومت نے عوام کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے اگر کوئی واٹر سپلائی سکیم شروع کر ہی دی ہے تو اس کو بھی مکمل نہیں کیا اور جو مکمل ہو چکی ہیں ان کو چالو نہیں کیا جا رہا کیونکہ ان سکیمیوں میں ناقص مٹیریل استعمال کیا گیا ہے، اگر یہ سکیمیں چل پڑیں تو کہیں ان کا پول نہ کھل جائے۔ واٹر سپلائی میں کرپشن، ناقص میٹریل کا استعمال اور سرکاری خزانہ کو خُورد بُرد کیا گیا۔ یہ معاملہ انتہائی سنگین ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسمبلی دخل اندازی کر کے معاملہ کی مکمل چھان بین کروائے اور واٹر سپلائی چالو نہ کرنے کے باعث بورے والہ کی عوام میں سخت بے چینی اور پریشانی کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending فرما دیں اور اس میں جو باقی تحاریک التوائے کار ہیں۔ 488,489,490 ان کے بھی notices کل موصول ہوئے ہیں تو اس لئے ان کا جواب بھی اگلے ہفتے تک ممکن ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تمام تحاریک التوائے کار اگلے ہفتے تک کے لئے pending کی جاتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری جو تحریک التوائے کار نمبر 488 ہے اس کو مجھے پڑھ تو لینے دیں۔

جناب سپیکر: میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: اگر اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اگر محترم شیخ صاحب اپنی تحریک التوائے کار پڑھنا چاہتے ہیں تو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: پڑھی تو ساری جائیں گی۔ اس کے بعد آپ کی بات ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 488۔

سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کو جلانے کی وجہ سے سینکڑوں بچیوں کا مستقبل تاریک ہونے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول کشمیر پوائنٹ مری کی 150 سالہ پرانی تاریخی عمارت جس کو پچھلے چند ماہ میں دو دفعہ آگ لگائی گئی اور آخر 25۔اپریل2010 کو تمام سکول بلڈنگ اور ہاسٹل جلا کر خاکستر کر دیئے گئے اور سینکڑوں بچیوں کا مستقبل داؤ پر لگا دیا گیا۔ اتنے بڑے قومی نقصان کا کیا بنا؟ باوثوق ذرائع کے مطابق یہ کارکردگی بھی قبضہ مافیا کا شاہکار ہے جو اربوں روپے مالیت کی کشمیر پوائنٹ مری پر واقع 350 کنال زمین کو ہتھیانا چاہتے ہیں۔ تاریخ دان نور احمد چشتی صاحب نے (تحقیقات چشتی) میں سکھ لٹیروں اور ڈاکوؤں جنہوں نے مساجد اور بزرگوں کے مقابر تک نہ چھوڑے تھے کے لئے غارت گروں کا لفظ استعمال کیا تھا، کیا آج کے یہ غارت گر گروہ ان سکھ غارت گروں کو بہت پیچھے نہیں چھوڑ گئے؟ یہ وہ سوال ہے جس کا جواب ہر معزز رکن کو دینا ہے۔ تعلیمی ادارے چاہے مشنری ہوں یا اسلامی ہم سب کے لئے انتہائی اہمیت کے

حامل ہیں۔ غور کریں وہ کیسے لوگ تھے جنہوں نے آنے والی نسلوں کے لئے نامساعد حالات میں یہ سب کچھ بنایا تھا لیکن کیا ہم اسی طرح آنکھ بند کئے ان کی تباہی اور بربادی کو بے حسی اور بے بسی سے دیکھتے رہیں گے ؟ پنجاب میں تمام سکولوں اور کالجوں کی عمارات، زمینیں اور اثاثہ جات جو کہ ملک کی آزادی کے وقت جس حالت اور جس رقبے پر موجود تھے ان تمام اثاثہ جات کی across the board سخت سکروٹنی ہونی چاہئے اور ان تمام اداروں کے تمام اثاثہ جات اصل صورت میں بحال ہونے چاہئیں۔ اس موضوع پر ہر معزز رکن کو اظہار خیال اور اپنے حلقہ میں سکولوں کے معاملات زیر بحث لانے چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شاید ہی کوئی سکول آج اپنے اصل رقبہ اور عمارت پر قائم رہ سکا ہو گا؟ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ سینٹ ڈینس گرلز ہائی سکول میں زیر تعلیم سینکڑوں طالبات جن کا تمام سامان بھی نظر آتش ہو گیا ان کا کیا بنا؟ میری اطلاع کے مطابق ان میں سے بیشتر اپنی تعلیم بھی جاری نہ رکھ سکے کیونکہ کسی حکومتی ادارے نے ان کو کسی اور سکول میں داخلہ کے لئے کوئی سہولت مہیا نہ کی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگلی تحریک التوائے کار نمبر 489 بھی میری ہے۔

جناب سپیکر: آپ تحریک التوائے کار نمبر 489 پیش کریں۔

محکمہ کی مبینہ ملی بھگت سے گورنمنٹ اسلامیہ سیکنڈری ہائی سکول لیاقت باغ راولپنڈی پر لینڈ مافیا کا قبضہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ایسے تمام سکول جو تقریباً ایک سو پچاس سال یا اس سے بھی زائد عرصہ پہلے تعمیر کئے گئے، آزادی کے بعد غارت گروں نے ان بے شمار سکولوں کی زمینیں اور عمارات حکومتی اہلکاروں کی بدترین ملی بھگت کے ذریعہ ہتھیا لیں اور یہ تمام قومی ادارے جو قوم کے

مستقبل کی ضمانت تھے اپنی ذاتی طمع اور لالچ کی بنیاد پر تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ ان خود غرض تعلیم دشمن عناصر کا تازہ شکار گورنمنٹ اسلامیہ سیکنڈری ہائی سکول لیاقت باغ راولپنڈی ہے جو 42 کنال سے زائد زمین پر 1886 میں انجمن اسلامیہ راولپنڈی نے قائم کیا اور جس کا باقاعدہ انتقال 1947 تک کی جمع بندیوں میں موجود ہے۔ اس سکول کو 1972 میں جب Nationalized کیا گیا تو ایک شخص مسمی فرمان علی جو سکول کا مالی تھا اور جسے سکول کے اندر نرسری کا نگران مقرر کیا گیا تھا کی وفات پر اس کے لڑکے نے ایک Succession Certificate کی بنیاد پر سکول کی انتہائی قیمتی 7 کنال زمین پر قبضہ کر لیا۔یہ زمین آج انتہائی قیمت کی حامل ہے اسی دوران ایک اور فراڈ پارٹی جس کا تعلق کراچی سے تھا نے بھی سکول کی قیمتی زمین پر اپنے مالکانہ حقوق کا دعویٰ کر دیا۔ جون 2008 میں ایک Sale Deed Baseless Registered سب رجسٹرار راولپنڈی کے سامنے پیش کی گئی جسے سب رجسٹرار نے رجسٹرڈ کرنے سے انکار کر دیا لیکن انتہائی مشکوک حالات میں اس کے رجسٹرار یعنی اس کے سینئر نے جنوری 2010 میں Registered Sale Deed کو منظور کر لیا۔ اس دوران ایک اور فراڈ پارٹی مذکورہ سکول کی دعویدار بن کر سامنے آ گئی۔ آج صورتحال یہ ہے کہ اس وقت تین پرائیویٹ پارٹیاں سکول کی قیمتی زمین کو ہتھیانے کے لئے برسر پیکار ہیں اور حکومتی ادارے دانستہ خاموش ہیں۔ حالانکہ یہ بات ثابت کی جاچکی ہے کہ ان تمام پارٹیوں کی تمام دستاویزات جعلی ہیں لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ سکول کی اربوں روپے کی یہ زمین کسی وقت بھی ان پارٹیوں کے درمیان بندر بانٹ کی نذر ہو جائے گی اور تاریخ میں ان بے شمار سکولوں کی قیمتی عمارات اور زمین جو آزادی کے بعد اب تک ہتھیائی جاچکی ہیں، میں ایک اور نام کا اضافہ ہو جائے گا۔ اس وقت تک سکول کی گراؤنڈ پر مکمل طور پر قبضہ ہو چکا ہے اور طلبہ کے لئے اب کوئی گراؤنڈ نہ رہا ہے۔ یہ سکول کوئی عام سکول نہ ہے۔ یہاں 1940 میں قائداعظم محمد علی جناحؒ خود تشریف لائے اور آل انڈیا مسلم لیگ کے زیرانتظام ایک جلسہ سے خطاب کیا تھا۔ اس سکول کے طلباء کے مستقبل کے ساتھ ساتھ سکول کا تاریخی پس منظر بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 490 بھی آپ کی ہے پیش کریں لیکن میں نے پہلے کہہ دیا ہے کہ یہ next week میں جائیں گی۔

شیخ علاؤالدین: جی، وہ آپ نے فرمادیا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔اب آپ یہ تحریک التوائے کار پیش کریں۔

پلاسٹک بوتل واٹر کو منرل واٹر کا نام دے کر ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے علاوہ لوکل کمپنیوں کا عوام سے اربوں روپے بٹورنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ San Francisco کے Mayor نے اچانک یہ فیصلہ کیا کہ plastic water bottle جسے منرل واٹر کہتے ہیں کا استعمال فوراً ختم کر دیا جائے اور یہ فیصلہ کر کے پوری دنیا کو حیرت زدہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسا تاریخی فقرہ بولا جو ہم مسلمانوں کے لئے خصوصی غور کا مستحق ہے۔ انہوں نے کہا:

> "These people are making huge amounts of money by selling God's natural resource. Sorry, we're not going to be a part of it."

اس کے ساتھ ہی St Louis, Phoenix, Los Angeles, Seattle, Chicago اور بے شمار دوسرے شہروں کے Mayors نے ان کی تقلید کرتے ہوئے فوری ایسے ہی اقدامات کئے اور یہاں تک کہ Toronto کی کونسل نے قانون پاس کیا کہ 2011 تک تمام plastic water bottle کا کاروبار ختم کیا جائے گا۔ آج کل کے دور کا بہت بڑا المیہ plastic water bottle ہے جس کو Mineral Water کے ڈھکوسلے میں اربوں روپے کی ناجائز منافع خوری کر کے عوام کو لوٹا جارہا ہے جس میں ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنیوں کے ساتھ ساتھ گلی محلوں میں لگے نام نہاد Plant Water Filtration بھی ملوث ہیں۔ ایک محدود اندازے کے مطابق ہر سال پنجاب میں اس کاروبار کی (Regular 20 Annual Growth) فیصد سے زیادہ ہو چکی ہے اور یہ آج انتہائی کم سرمایہ کاری سے بہت بڑے منافع بخش کاروباروں میں شمار ہوتا ہے۔ سوچنے کا مقام یہ ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک ہی سائز کی Bottle کا ریٹ ایک طرف -/140 روپے اور اسی سائز کی دوسری کمپنی کی Bottle صرف 40 یا 60 روپے ہے۔ قیمت کا اتنا بڑا فرق صاف بتاتا

ہے کہ profit margin کی انتہا کیا ہے ؟ اس کی کوئی انتہا نہ ہے۔ یہ بات ان کمپنیوں کے اشتہارات سے بھی عیاں ہے جو ہم سب کے لئے انتہائی غور طلب ہے۔۔۔

جناب سپیکر ! ہاؤس in order کر دیجئے۔

جناب سپیکر: ہاؤس in order ہے آپ چلیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر ! آپ اپنے بائیں طرف دیکھیں کہ یہ خواتین کیا کر رہی ہیں ؟

جناب سپیکر: وہ اپنے لیڈر سے گفتگو کر رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ profit margin کی کوئی انتہا نہ ہے۔ یہ بات ان کمپنیوں کے اشتہارات سے بھی عیاں ہے جو ہم سب کے لئے انتہائی غور طلب ہے۔ Pakistan Council of Research in Water Resources (PCRWR) نے

جناب سپیکر: No cross talk please جی!

شیخ علاؤالدین: کل 42 اداروں میں سے 16 برانڈ ایسے پکڑے ہیں جو مضر صحت پانی بیچ کر اربوں روپیہ قوم سے لوٹ چکے ہیں۔ لاہور ہائیکورٹ کی حال ہی میں ایک Judgement کے مطابق 17 ایسی کمپنیوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے جن کے پاس کسی قسم کا کوئی License بھی تھا، مارکیٹنگ کا تھا اور نہ ہی بوٹلنگ کا۔ یہ حقیقت ہے کہ plastic water bottle اور public water tap جسے عام حالات میں نلکا کہتے ہیں کا ایک دوسرے سے رشتہ انتہائی غور طلب ہے۔ جتنا bottle water کا استعمال بڑھے گا اتنا ہی tap water سے توجہ ہٹتی جائے گی۔ چند سال پہلے کا سوچیں تو mineral water کا دھوکا کہیں دور دور تک نظر نہ آتا تھا۔ یہ سب ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا کیا دھرا ہے اور آج ہماری Tap Water سے عدم توجہی کی وجہ سے قوم کو ایک طرف توخوفناک نفسیاتی الجھن میں ڈال دیا گیا ہے دوسری طرف مضر صحت پانی منرل واٹر کے دھوکے میں پانی اربوں روپے میں فروخت کیا جارہا ہے۔ وقت آگیا ہے کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر جنگی بنیادوں پر پنجاب کے ہر باسی کو صاف پینے کا پانی مہیا کیا جائے اور اس کے لئے بنیادی فیصلہ San Francisco کے Mayor کا سامنے رکھا جائے اور تمام plastic water bottle جو mineral water کے ڈھکوسلے میں بیچی جارہی ہیں کی فروخت اور استعمال کو ممنوع قرار دیا جائے۔ یہاں میں معزز

ایوان کی توجہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک تاریخی فیصلہ بعنوان Shehla Zia vs Wapda (PLD 1994 SC Page 693) کی جانب کرانا چاہوں گا جس میں عدالت عظمیٰ نے فرمایا تھا:

It expanded the meaning of article 9 of the Constitution to include "the right to have unpolluted water as a right of every citizen". By not providing clean drinking water to 40 percent of its population. Is the Islamic Republic daily violating of its own Constitution?

لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کچھ روز قبل میرے colleague عامر سلطان چیمہ صاحب نے کورم point out کیا تھا جس کی انہیں سخت سزا دی گئی اس لئے ہم اس کی وجہ سے آج ہاؤس سے علامتی walkout کرتے ہیں۔ چونکہ ان کو سخت سزا دی گئی تھی، ہم ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کے طور پر ہاؤس سے ٹوکن walkout کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے walkout کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ عارفہ خالد پرویز اور ساجدہ میر صاحبہ جائیں اور اپوزیشن کو منا کر واپس لائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران محترمہ عارفہ خالد پرویز اور محترمہ ساجدہ میر معزز ممبران حزب اختلاف کو واپس لانے ایوان سے باہر کے لئے تشریف لے گئیں)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:۔

Now, we take up the Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010).Minister for Law and Parliamentary Affairs may move it:-

مسودہ قانون خواتین یونیورسٹی ملتان مصدرہ 2010

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I move:

> "That The Women University Multan Bill 2010(Bill No. 4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once".

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That The Women University Multan Bill 2010(Bill No. 4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education be taken into consideration at once".

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اپوزیشن کے ممبران کو ہاؤس میں واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔

There are two amendments in this motion. The first amendment is from Ch Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col (Retd) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Main Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad

Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik and Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! اپوزیشن واپس آگئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں ان کو خوش آمدید کہہ چکا ہوں۔ آپ کا بھی شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب ہماری بیگم ہماری طرف توجہ نہ دے تو ہمیں بیماری کا بہانہ بنانا پڑتا ہے، تو پھر وہ ہمیں مناتی ہیں اور ہم خوش ہو جاتے ہیں۔ اب اپوزیشن ممبران کی بھی وہی strategy ہے۔ یہ ہر دفعہ روٹھ جاتے ہیں اور ہم ان کو ہر روز مناتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مہربانی، شاہ صاحب! legislation میں کوئی point of order take up نہیں ہو سکتا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں تو مزاح کی بات کر رہا تھا اور کبھی کبھی مزاح بھی ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

MRS AMNA ULFAT: Sir, I move:

> "That the Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20 July, 2010."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Women University Multan Bill 2010(Bill No.4 of 2010) as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 20 July, 2010."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Sir, I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب ہر چیز کو oppose کر دیتے ہیں۔ ان کو ہر بات میں ناں کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ یہ پہلے دن سے ہی نہ ڈال دیتے ہیں، تبھی تو ان کا کوئی کام ٹھیک نہیں ہوتا اور ان کے سارے کام خراب ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس Clause میں ہم نے کہا ہے کہ اس Bill کو عوامی آراء کے لئے مشتہر کیا جائے۔ اس میں ایسی کون سی بُری بات ہے کہ اس بارے میں بھی وزیر قانون نے نہ کر دی ہے، اس کو مشتہر کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟ وہ میں عرض کرتی ہوں۔ ہم اس بند اسمبلی میں بیٹھ کر اس Bill کو pass کرنے جا رہے ہیں۔ اس Bill کی Clauses میں بہتری لانے کے لئے ہم نے اپنی amendments move کی ہوئی ہیں۔ یہ ترمیم اس Bill کو زیادہ مستحکم بنانے کے لئے دی گئی ہے۔ ایک یونیورسٹی کا قیام ہونے جا رہا ہے۔ پہلے ہی پورے پنجاب میں خواتین کی صرف دو یونیورسٹیاں ہیں۔ جنوبی پنجاب میں پہلے ہی بے حد محرومی محسوس کی جاتی ہے۔ اگر وہاں پر یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے تو اس کو اتنا authentic ہونا چاہئے کہ اس میں کوئی سقم یا خامی باقی نہ رہے۔ ہم عوامی نمائندے ہیں اور ہمارا کام عوام کی نمائندگی کرنا ہے۔ عوام کی نمائندگی کرنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ عوامی آراء سے، عوام کے مشورے سے قانون سازی کا عمل مکمل کیا جائے۔ اب عوام کا مشورہ کیسے لیا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ جب تک اس Bill کو آپ مشتہر نہیں کریں گے تو عوام کی آراء نہیں آ سکتیں۔ یہ آراء ہم خطوط کی شکل میں یا سیمینار منعقد کر کے لے سکتے ہیں۔ آج کل تو سول سوسائٹی بھی بہت active ہے۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں جو کہ ہم پر نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔ اسی طرح media بھی بہت active ہے۔ ہم اس کو میڈیا کے ذریعے بھی مشتہر کر سکتے ہیں۔ ہم میڈیا کے ذمے بھی ایک اچھا کام لگائیں تاکہ میڈیا ہمارے ساتھ properly participate کر سکے اور اس طریقے سے میڈیا اپنا role زیادہ مستحکم بنا سکتا ہے۔ خواتین میں ایجوکیشن کا پہلے ہی بہت زیادہ فقدان ہے۔ یہ اچھی بات ہے کہ خواتین کی یونیورسٹی قائم ہونی چاہئے لیکن اس میں ہمیں کیا کیا لوازمات چاہئیں؟ یہ مد نظر رکھنا از حد ضروری ہے۔ ہم نئے دور میں قدم رکھ چکے ہیں، آج کا ایک جدید دور ہے۔ ہم اس Bill میں کہیں کوئی خامی نہ چھوڑ دیں کہ جس کی وجہ سے بعد میں ہمارے لئے پریشانی پیدا ہو، یا پھر ہم وہیں

پرانے، قدیم زمانے میں کھڑے رہیں۔ پڑھانے کے انداز یا system کو چلانے کے انداز میں جدیدیت کو برقرار رکھنا ضروری ہے۔اس کے علاوہ وہاں علاقائی سطح پر جو ضروریات ہیں ،وہاں کا جو environment ہے اس کو بھی ہمیں مد نظر رکھنا چاہئے۔ اگر جنوبی پنجاب میں خواتین کی ایک یونیورسٹی بنتی ہے تو دور دراز سے آنے والی بچیوں کے لئے boarding and lodging بھی ضروری ہے اور اس کے لئے proper وسائل ہونے چاہئیں۔یہاں پر آپ نے دیکھا ہے کہ پہلے سے جو hostels ہیں، جہاں پر boarding and lodging ہو رہی ہے وہاں پر بھی پوری سہولیات میسر نہیں ہیں۔ایک ایک کمرے میں دس دس، بارہ بارہ بچیاں رہ رہی ہوتی ہیں۔سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اس علاقے کی requirement کے مطابق وہاں پر boarding and lodging کے انتظامات ہونے چاہئیں۔اب اگر ہم accordingly وہ requirements پوری نہ کر سکے تو پھر بھی اس Bill میں ایک flaw رہ جائے گا تو ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا سب سے بہتر solution یہ ہے کہ اس Bill کو نافذ کرنے سے پہلے اس پر زیادہ سے زیادہ مغزماری کر لی جائے۔مغربی اقوام ترقی یافتہ کیوں ہوئی ہیں، آج امریکہ کیوں Super Power ہے،یورپ اور امریکہ اتنی ترقی کیوں کر گئے ہیں؟ وہ اس لئے کہ ان کے think tank بیٹھ جاتے ہیں۔ قانون سازی سے پوری قوم کا مستقبل وابستہ ہوتا ہے۔جنوبی پنجاب میں دُور دُور تک خواتین کے لئے کوئی بھی یونیورسٹی نہیں ہے۔اس صورت میں اسی یونیورسٹی نے ان کو تمام سہولیات مہیا کرنی ہیں۔یہاں بات ہوتی ہے کہ خواتین کو jobs میں بھی 10 فیصد یا5 فیصد کوٹا دیا جائے۔چونکہ یہ خواتین کے لئے یونیورسٹی قائم کی جارہی ہے تو میں یہ کہوں گی کہ اس یونیورسٹی میں کام کرنے والا clerical staff بھی خواتین پر مشتمل ہونا چاہئے۔اس روزگار کے لئے اس علاقے کی خواتین کو ان کے گھر والے بھی اجازت دے دیں گے۔آج اس stage پر کیوں نہ ہم اسے ایک سو سالہ منصوبے کی شکل دیں تاکہ آئندہ آنے والے سو سالوں کے لئے یہ یونیورسٹی اس علاقے کے لوگوں کو تعلیم کی سہولتوں سے مستفید کر سکے۔یہ ساری چیزیں ہمیں تبھی معلوم ہو سکیں گی کہ جب ہم اس Bill کو عوامی آراء کے لئے مشتہر کریں گے، جب ہم اس پر زیادہ سے زیادہ discussion کریں گے۔اس Bill کو مشتہر کرنے کے لئے ہمارے پاس کیا sources ہیں؟ ہم اس کو میڈیا کے ذریعے مشتہر کر سکتے ہیں، سیمینار منعقد کروا سکتے ہیں، سول سوسائٹی سے اس کے بارے میں

آراء حاصل کی جاسکتیں ہیں۔اس کے علاوہ ہر حلقے میں خواتین کی ایک کمیٹی بنا کر عوامی رائے حاصل کی جاسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔آمنہ الفت صاحبہ!آپ کی آگے اور amendments بھی ہیں اس لئے آپ اس وقت اس amendment سے related رہ کر بات کریں تو مناسب ہو گا۔میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ اپنی amendment کے حوالے سے to the point بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!میں اپنی بات ختم کرنے لگی ہوں۔میں اس Bill کو مشتہر کرنے کے اغراض و مقاصد بیان کر رہی ہوں۔میں تو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ یہ Bill مشتہر کرنا کیوں ضروری ہے؟میرا خیال ہے کہ آپ مجھ پر pressure ڈال کر میری بات کو ختم نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،میں pressure نہیں ڈال رہا بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ to the point رہ کر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!مشتہر کرنے سے کیا ہو گا؟یہی ہو گا کہ ایک دماغ کی بجائے مزید ایک لاکھ دماغ ہمارے ساتھ کام کر رہے ہوں گے اور پھر اس کے اوپر قانون سازی کریں گے تو زیادہ اچھی قانون سازی سامنے آئے گی۔یہ ایک کام ہونے جا رہا ہے تو وہ کیوں نہ بہت اچھا ہو اور تمام requirements پوری ہوں۔میری صرف یہ گزارش تھی میں اس کے ساتھ ہی اجازت چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!شکریہ۔ہم نے اس بل کو public opinion میں elicit کرنے کے لئے amendment کی درخواست کی ہے۔میں اسمبلی میں یہ submit کرنا چاہتی ہوں کہ چونکہ یہ ملتان کے علاقے یعنی یہ میرے اپنے گھر سے متعلقہ ہے۔یہ ایک long needed university تھی جو کہ بڑی welcome ہوئی۔

SYED NAZIM HUSSAIN SHAH: Mr. Speaker, point of order.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ سوائے وزیر قانون کے کوئی وزیر یہاں پر موجود نہیں ہے، اس وقت University Bill پر legislation ہو رہی ہے تو کم از کم وزیر تعلیم کو یہاں پر موجود ہونا چاہئے تھا notice. I just want to bring into your آگے آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہی تھی کہ میں نے ملتان کی public میں ایک رائے دیکھی تو باتوں باتوں میں ایک بہت ہی بڑا flaw ایسے ہی سامنے آگیا۔ اس بل کی Clause-5 میں لکھا ہے کہ اس میں ساری کی ساری لڑکیاں پڑھیں گی لیکن اس میں یہ نہیں لکھا کہ اس میں خواتین ہی پڑھائیں گی یا Chairperson, Vice Chancellor, Professors خواتین ہی ہوں گی تو یہ ایک سقم ہے۔ یہ خواتین کی رائے ہے کہ نہ صرف ہم پڑھنا چاہتی ہیں بلکہ پڑھانا بھی جانتی ہیں، research بھی کر سکتی ہیں اور sciences میں بھی لائق ہیں۔ یہ point, public opinion سے ہمارے سامنے آیا اور اس بل میں اتنا بڑا flaw ہے کہ اگر ہم نے اس کو gender specific کیا تو صرف students کے لئے کیا اور وہی students بڑی ہو کر اسی field میں lectureships اور اس میں آگے جاتی ہیں تو وہاں پر کہیں ذکر نہیں ہے کہ اس Women University میں ایک مرد آ کر کہے کہ انہیں کام کرنا نہیں آتا، سب کچھ ہم ہی کر کے دیں گے۔ اس میں کوئی حرج بھی نہیں ہے لیکن جب ایک University, specific Women ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں یہ سقم پایا گیا ہے۔ اسی طرح کئی اور باتیں ہم نے amendments میں بھی overlook کی ہیں لہذا ہمیں اس بل کو ملتان کے علاقے میں لے جا کر وہاں کے تہذیب و تمدن کے مطابق وہاں سے opinion لینی چاہئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ Fatima Jinnah Women Medical College میں پچھلے دنوں male appointments پر کتنی زیادہ بات ہوئی اور آج صبح یہاں پنجاب اسمبلی میں Women Empowerment Ministry کے سوالات کے جوابات دینے تھے تو کیا 70 خواتین میں سے ایک بھی خاتون اس قابل نہیں تھی کہ وہ اس کو head کرتی۔ جب ہم headship کی بات کرتے ہیں تو یہ وہ چیز ہے جو overlooked ہوئی ہے اور مجھے اس بات کا public opinion سے ہی پتا چلا ہے۔ میں اس وقت نہ صرف Government Benches کے اس بل کو criticized کرتی ہوں بلکہ اپنی amendments

کو بھی criticized کرتی ہوں کہ ہمیں بیچ میں یہ amendment ڈالنی چاہئے تھی اس قسم کی کچھ اور باتیں بھی ہیں لہذا اس کو واپس لے کر public opinion کے لئے ضرور بھیجا جائے۔ یہ بہت اچھا idea ہے لیکن اس میں ایسی غلطیاں ہیں جس میں عورتوں کے اس right کو consolidate نہیں کیا گیا۔ اس میں یہ نہیں کہا گیا کہ ایک خاتون بھی Vice Chancellor or Head بن سکتی ہے اور وہ research بھی کر سکتی ہے آپ Medical Colleges میں دیکھ لیں کہ اس وقت خواتین زیادہ نمبر لیتی ہیں اور زیادہ doctor ladies بنی ہیں اس سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ خواتین مردوں سے کہیں زیادہ لائق ہیں اور اس وقت میرا یہ claim ہے کہ even reserved seats پر جو لڑائی ہوتی ہے تو مردوں کے لئے بھی seats reserved کر دیں کیونکہ آپ کا election system غلط ہے اور ہمارا selection system صحیح ہے۔ ہم ان rights اور اس public opinion کو لیتے ہوئے آگے چلتے ہیں اور میں یہ درخواست کروں گی کہ ان تمام باتوں کو کھلے دل سے accept کر کے خواتین کے higher stairs پر جانے کے حوالے سے اس میں جو سقم ہے اور مجھے اس کا public opinion سے پتا چلا ہے اس لئے اس document کو revise کریں کیونکہ اس میں بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو خواتین کے حق میں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Southern Punjab میں اس یونیورسٹی کی بڑی ضرورت تھی اور یہ مطالبہ بڑی دیر سے تھا اور اس پر کافی غور وخوض کے بعد یہ بل تیار کیا گیا ہے اور یہ بل بھی باقی یونیورسٹیوں کے بلوں کی طرح ہے اس میں ان سے ہٹ کر کوئی چیز نہیں ہے اور کوئی چیز کم بھی نہیں ہے۔ اس پر پوری consideration ہوئی ہے اس لئے اس کو circulate کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ 20۔جولائی تک اس بل کو public opinion کے لئے بھیجا جائے تو آج 16۔جولائی ہے تو 20۔جولائی تک یہ بل کیا مشتہر ہو گا۔ انہوں نے یہ ترمیم ایسے ہی ترمیم برائے ترمیم پیش کی ہے لہذا اس کو rule out کیا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Women University Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated

for the purpose of eliciting opinion thereon by 20th July 2010."

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: The second amendment is from Ch Zahir-Ud-Din Khan, Mr Muhammad Yar Hiraj, Ch Aamar Sultan Cheema, Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch Moonis Elahi, Col(R) Muhammad Abbas Chaudhary, Mr Sher Ali Khan, Mr Muhammad Shafiq Khan, Mr Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr Khalid Javed Asghar Ghural, Mr Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr Samia Amjad, Mrs Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Ms Seemal Kamran, Mrs Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr Faiza Asghar, Mrs Samina Khawar Hayat, Mrs Embesat Hamid, Mrs Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover except the one who has moved, can move it.

MR MUHAMMAD MOHSIN KHAN LEGHARI: Sir, I move:

"That the Women University Multan Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31 July 2010:-

1. Miss Zaib Jaffar, MPA
2. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
3. Ch Sarfraz Afzal, MPA
4. Ms Arifa Khalid Pervez, MPA
5. Mrs Laila Muqadas, MPA
6. Mrs Nazma Jawad Hashmi, MPA
7. Sahibzadi Nargis Zafar, MPA

8. Mrs Nargis Faiz Malik, Parliamentary Secretary for Information Technology
9. Mrs Zobia Rubab Malik, MPA
10. Mrs Qamar Aamir Ch, MPA"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Women University Multan Bill 2010, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee, consisting of the following members with instructions to report by 31 July 2010:-

1. Miss Zaib Jaffar, MPA
2. Mrs Ghazala Saad Rafique, MPA
3. Ch Sarfraz Afzal, MPA
4. Ms Arifa Khalid Pervez, MPA
5. Mrs Laila Muqadas, MPA
6. Mrs Nazma Jawad Hashmi, MPA
7. Sahibzadi Nargis Zafar, MPA
8. Mrs Nargis Faiz Malik, Parliamentary Secretary for Information Technology
9. Mrs Zobia Rubab Malik, MPA
10. Mrs Qamar Aamir Ch, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس بل کو اسمبلی کی ایک کمیٹی سے اس لئے reconsider کرانا چاہتا ہوں کہ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس بل کو اسمبلی کی کمیٹی نے

They have not done their job very well. اور Education Committee کے لوگوں نے کچھ چیزیں overlooked کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لغاری صاحب! اس کمیٹی میں Opposition Members موجود تھے اور کیا انہوں نے وہاں پر اس بل کی composition پر کوئی اعتراض کیا تھا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں اس کمیٹی میں نہیں تھا اس لئے مجھے پتا نہیں ہے۔ کمیٹی کی میٹنگ کے minutes تو اس کے ساتھ release نہیں ہوئے، کیا پتا انہوں نے اعتراض اٹھایا ہو اور اس کو overrule کر دیا گیا ہو۔ اس Standing Committee نے Section(4) کے اندر Pro Vice Chancellor کا ایک نیا عہدہ add کیا ہے University shall consist of the Chancellor, Vice Chancellor, Pro Vice Chancellor. جس طرح باقی سارے عہدے definitions کے اندر define کئے گئے ہیں یہ Pro Vice Chancellor کا عہدہ وہاں define نہیں کیا گیا۔ اسی طرح Offices of the University کا سیکشن 8 ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ:

8. Offices of the University.- The following shall be the officers of the University:

(a) The Chancellor;

(b) Vice Chancellor;

(c) Deans;

(d) Chairpersons;

(e) Registrar;

(f) Treasurer;

(g) Controller of Examinations; and

(h) such other persons as may be prescribed.

اس میں بھی انہوں نے کہیں Pro Vice Chancellor کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں جو Pro Vice Chancellor کو add کیا گیا ہے اس کو کہیں بھی define نہیں کیا گیا کہ یہ کیا ہے۔ مجھے بل میں ایک اور کمزوری نظر آئی ہے جس کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ اسے reconsider کرنے کی ضرورت ہے تو اس کا جو سیکشن 5 ہے کہ:

5. University open to all female gender:- Subject to the reasonable restrictions as may be prescribed, the University shall be opened to all persons of female gender, and admission to the University shall not be denied on the basis of religion, race, creed, caste or colour. So it will be denied on the basis of gender.

ہم یہ ایک discriminatory law بنا رہے ہیں۔ میں قانون دان نہیں ہوں آپ مجھ سے زیادہ قانون سمجھتے ہوں گے۔ آئین میں جو equality دی گئی ہے یہ اس کے ساتھ متصادم ہو گا۔ یہ میرا خیال ہے اسی لئے میں کہہ رہا ہوں کہ ان چیزوں کو ہم ایک دفعہ دوبارہ سے دیکھ لیں اور Standing Committee for Education سے جو تھوڑی سی oversight ہو گئی ہے تو جو نئی کمیٹی ہم تجویز کر رہے ہیں جس میں ہم نے ایجوکیشن کمیٹی والے کسی ممبر کو نہیں رکھا کیونکہ ان سے تو ایک دفعہ overlooked ہو گئی ہے تو دوبارہ بھی ان سے یہ چیز overlooked ہو سکتی ہے۔ ہم نے ایک نئی کمیٹی تجویز کی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ ہم اسے دیکھ لیں۔ ہم سے بھی غلطی ہو گئی ہے کہ ہم نے amendments میں نہیں دیا، ہمیں تو پتا تھا کہ ہماری amendments کو shoot down کر دینا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک ہاؤس کی کمیٹی ہی جو سقم اور کمزوریاں رہ گئی ہیں ان کو دور کر کے لے آئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں صرف چند باتیں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ یا تو لاء منسٹر صاحب ہمیشہ oppose کرتے ہیں، ان کو یا تو یہ select committee پسند نہیں آئی، اگر ان کو یہ کمیٹی پسند نہیں آ رہی تو الگ بات ہے ورنہ میرے نزدیک اس میں کوئی اعتراض کرنے والی بات نہیں ہے کہ اگر ایک select committee بیٹھ کر مزید سماع خراشی کر لے اور بہتر بنانے کی کوشش کر لے تو کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیا جائے اور ان کی مرضی سے کوئی اور کمیٹی بنا دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون وپارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس ترمیم کو میں oppose نہ کروں تو اور کیا کروں کہ ان کی حالت یہ ہے کہ یہ خود کہتے ہیں کہ ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ اس کمیٹی میں کیا ہوا ہے۔ اس کمیٹی میں کون تھا۔ ہمارے ممبران نے اعتراض کیا ہے یا نہیں کیا۔ اگر ان کو اس کمیٹی کے اجلاسوں سے متعلق معلوم ہی کچھ نہیں اور آپ کو یہ پتا ہی نہیں کہ وہاں پر کارروائی کیا ہوئی ہے تو پھر کیا یہ آپ کے لئے مناسب ہے کہ آپ اس معزز ایوان کی Standing Committee for Education کے متعلق یہ کہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ انہوں نے اس پر کوئی سوچ بچار نہیں کی اس لئے ہم Select Committee بنانا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ اس Standing Committee for Education کی ممبر ہیں۔ انہوں نے تو اس بل کو recommend کیا ہوا ہے اور اب یہ ان کو Select Committee میں بھی ڈال رہے ہیں۔ آج جمعۃ المبارک کا دن ہے میں نے کل اس بل کو صرف اس لئے take up نہیں کیا تھا کہ کل لغاری صاحب ہاؤس میں موجود نہیں تھے۔ میں یہ چاہتا تھا کہ ان کی موجودگی میں The Women University Multan Bill پاس ہو۔ انھیں تو چاہئے کہ آج مبارک دن ہے اس بل کو آپ جلدی سے پاس کروائیں کیونکہ یہ جنوبی پنجاب کا بڑا پرانا مطالبہ تھا کہ وہاں پر یونیورسٹی بنی چاہئے کیونکہ دو ہی یونیورسٹیاں پورے پنجاب میں ہیں، ایک راولپنڈی میں ہے اور ایک لاہور میں ہے۔ ملتان میں یونیورسٹی کا بننا بہت ضروری ہے۔ اس پر ایک لمحہ یا ایک دن بھی delay کرنا کم از کم لغاری صاحب کی موجودگی میں مجھے مناسب نہیں لگ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

The amendment moved and the question is.-

"That the Women University Multan Bill 2010 as recommended by the Standing Committee on Education be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report by 31st July 2010

1. Miss Zaib Jaffer,
2. Mrs Ghazala Saad Rafique,
3. Ch Sarfraz Afzal,

4. Mrs Arifa Khalid Pervez,
5. Mrs Laila Muqadas,
6. Mrs Nazma Jawad Hashmi,
7. Sahibzadi Nargis Zafar,
8. Mrs Nargis Faiz Malik,
9. Mrs Zobia Rubab Malik,
10. Mrs Qamar Aamir Ch.

(The motion was lost)

MR. DEPUTY SPEAKER: Now the motion moved and the question is

"That the Women University Multan Bill 2010 as recommended by Standing Committee on Education be taken into Consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill clause by clause. Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR. DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9 A

MR. DEPUTY SPEAKER: Now Addition of new Clause 9-A. The amendment is from Ch. Zahir-ud-Din Khan, Mr. Muhammad Yar Hiraj,

Ch. Aamir Sultan Cheema, Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, Ch. Moonis Elahi, Col. (Retd.) Muhammad Abbas Chaudhary Mr. Sher Ali Khan, Mr. Muhammad Shafiq Khan, Mr. Khurram Nawab, Malik Iqbal Ahmed Langriyal, Mr. Khalid Javed Asghar Ghural, Mr. Tahir Iqbal Chaudhary, Mian Shafi Muhammad, Sardar Aamir Talal Gopang, Dr. Muhammad Afzal, Hafiz Muhammad Qamar Hayat Kathiya, Dr. Samia Amjad, Mrs. Amna Ulfat, Syeda Bushra Nawaz Gardezi, Mrs. Seemal Kamran, Mrs. Khadija Umar, Syeda Majida Zaidi, Dr. Faiza Asghar, Mrs. Samina Khawar Hayat, Mrs. Embesat Hamid, Mrs. Zobia Rubab Malik, Engineer Shahzad Elahi. Any mover may move it.

MRS KHADIJA UMAR: Sir, I move:

> "That after Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause (9-A) be added:-
>
> "(9-A) The Chancellor may, of his own motion or otherwise, call for and examine the record of any proceedings in which an order has been passed by any authority for the purpose of satisfying himself as to the correctness, legality or propriety of any finding or orders and may pass such orders as he may deem fit:
>
> Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard."

MR. DEPUTY SPEAKER: The motion moved is.-

> "That after Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause (9-A) be added:-

"(9-A) The Chancellor may, of his own motion or otherwise, call for and examine the record of any proceedings in which an order has been passed by any authority for the purpose of satisfying himself as to the correctness, legality or propriety of any finding or orders and may pass such orders as he may deem fit:

Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یونیورسٹی کے تمام معاملات کو بنیادی طور پر یونیورسٹی کا سربراہ وائس چانسلر ہی handle کرتا ہے اور اس یونیورسٹی میں پوری ایک body ہوتی ہے جس میں طلباء، اساتذہ، clerical staff اور ایسے بہت سے لوگ ہوتے ہیں جن کو وقتاً فوقتاً کسی بھی حوالے سے problem آ سکتی ہے اس لئے ہم نے بنیادی طور پر اس میں suggest یہ کیا ہے کہ اس ساری body پر check and balance کے لئے چانسلر کے پاس ایک اتھارٹی ہونی چاہئے جو اس طرح کے معاملات کو check کر سکیں کیونکہ check and balance بہت important ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس یہ بھی اتھارٹی ہونی چاہئے کہ اگر اس کو کسی قسم کی کوئی reservations ہوں یا کوئی شکایات موصول ہوں تو یونیورسٹی کے معاملات پر یونیورسٹی کی انتظامیہ کو بلا کر متعلقہ لوگوں کے خلاف action لے سکے۔ بنیادی طور پر اس میں کوئی check and balance نہیں ہے اس لئے check and balance کو بر قرار رکھنے کے لئے چانسلر کے پاس اتھارٹی ہونی چاہئے کیونکہ اس Bill میں چانسلر کے پاس کسی قسم کی کوئی اتھارٹی define نہیں کی گئی۔ اس کے پاس جو بھی اتھارٹی ہے اس کی بنیاد پر وہ جو بھی action لے سکتا ہے اس کو define کرنا بہت اہم ہے ورنہ یہ یونیورسٹی بالکل بے یارومددگار ہو گی کیونکہ وائس چانسلر کے against بھی لوگوں کو problems آ سکتی ہیں اور اساتذہ کے against بھی طلباء کو

problems آسکتی ہیں تو ان معاملات کو settle down کرنے کے لئے چانسلر کے پاس اتھارٹی ہو۔ بنیادی طور پر ہمارے کہنے کا مقصد یہی ہے کہ اس کا goal define ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک check and balance کی terminology پوری دنیا میں مشہور ہے اور اس کے لئے بہت بڑے بڑے انتظامات کئے جاتے ہیں تو آج ہم نے اسی کی بات اس sub Clause میں کی ہے۔ چانسلر جو اس یونیورسٹی کا highest authority ہوگا اس کے پاس written کہیں بھی یہ اتھارٹی نہیں دی گئی کہ وہ کہاں تک یہ ساری hearing کر سکتا ہے بلکہ یوں دکھایا گیا ہے کہ جیسے چانسلر تک اگر کوئی شکایت یا کوئی decision پہنچتا ہے تو جو کچھ Pro Vice Chancellor یا Syndicate نے کہا صرف اور صرف وہی بات پہنچے گی، یہ ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ ہمارا کہنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے چھوٹے employee کو بھی شکایت ہو تو وہ چانسلر کے پاس جا سکے۔ ہم نے سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبران سے بھی بات کر کے دیکھی ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے اسی طرح چانسلر کی چیزیں recommend کی تھیں لیکن کہیں نہ کہیں یہ Bill سٹینڈنگ کمیٹی سے یہاں آنے تک اس میں سے اہم چیزیں غائب کر دی گئی ہیں جو پتا نہیں کس کی مرضی سے کی گئی ہیں۔ یہ ایک serious allegation بھی ہے اور اسی لئے ہم نے amendment کے ذریعے یہی بات کی ہے کہ:

> Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard.

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات سناتی ہوں کہ میرے پاس ایک بچی آئی، اُس نے کہا کہ میں چھٹی جماعت میں پڑھتی ہوں لیکن میری ٹیچر biased ہے اور مجھے نویں جماعت میں ہونا چاہئے تھا۔ پرنسپل صاحبہ سے کہیں کہ مجھے چھٹی سے نویں جماعت میں ڈال دیں۔ میں نے خط لکھ کر باجی سلمٰی کو بھیج دیا تو انہوں نے مجھے فون کیا کہ یہ تم نے کیا لکھا ہے، میں اس بچی کو چھٹی جماعت سے نویں جماعت میں کیسے پہنچا دوں؟ میں نے کہا کہ آپ مجھ سے پوچھیں کہ میں نے یہ کیوں لکھا ہے، میں نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ وہ بچی کہتی ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں یہ شکایت لے کر کس کے پاس جاؤں کہ

میری ٹیچر biased ہے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آئی ہوں کہ آپ مجھے اس دنیا میں لائی تھیں یعنی کہ I was the Gynecologist جس نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اس بچی نے کہا کہ چونکہ آپ نے مجھے پیدا کیا ہے اس لئے میں آپ کے پاس آئی ہوں تاکہ آپ میری مدد کریں۔

جناب سپیکر! یہ بچے، بچیاں، teachers اور چھوٹے سٹاف کے لوگ اس قدر sensitive ہوتے ہیں کہ جب وہ ایک وائس چانسلر سے آگے ہی نہ جا سکیں تو پھر وہ سفارشیں وغیرہ ڈھونڈتے ہیں۔ البتہ میں یہ بھی بتادوں کہ میں نے پھر اس بچی کے حوالے سے سکول والوں کو یہ کہہ دیا کہ آپ تین تین مہینے میں ہر جماعت کا exam لیں جہاں تک اس بچی کی ability ہے اس کو دیکھیں، اس سے یہ ہوا کہ وہ بچی پھر نویں جماعت میں چلی گئی۔ یہ ایک بالکل simple سی مثال ہے جس سے میں یہ emphasize کرنا چاہتی ہوں کہ چانسلر ایک window ہی نہ کھولے کہ میں اس بچے کو hear کر سکتی ہوں۔ اگر اس چانسلر کے پاس legal propriety and findings کے ریکارڈ کو on his own اتھارٹی ہی نہ ہو تو پھر وہ کس چیز کا چانسلر ہے؟ اس Bill میں یہ ایک بہت بڑا lacuna ہے لہذا ہماری اس Clause کو شامل کرنا بہت ضروری ہے ورنہ یہ حکومت Judiciary اور justice کی بات کرتی ہے تو سب سے بڑی unjustified حرکت یہاں کرے گی۔ جب آپ تمام دروازے اور propriety rights ختم کر دیں گے تو آپ نے کیا خریدا، کہاں اور کون check and balance کرے گا؟ کیونکہ جب آپ کے internal check and balance کی اتھارٹی ہی چانسلر کے اوپر define نہیں کی گئی تو اس کا مطلب ہے کہ یہ Bill کچھ خاص لوگوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہماری یہ Clause اس میں شامل کرنا انتہائی ضروری ہے اور اس کی re-reading کرنا بھی انتہائی ضروری ہے اس لئے اس پر دوبارہ سوچ لیجئے کیونکہ یہ ایک ایسی یونیورسٹی قائم ہونے چلی ہے جو کہ historical ہو گی کیونکہ جنوبی پنجاب میں خواتین کی ایک کمی پوری ہونے چلی ہے لیکن ان بچیوں کی شکایات سننے کے لئے بھی ایک natural window کو define نہیں کیا جائے گا تو پھر یہ بہت زیادتی ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں مختصر سی بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک بجے ہم اس کو ختم کر دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں راناصاحب کی بات کا اُس وقت جواب نہیں دے سکا تھا اس لئے میں یہ موقع استعمال کروں گا۔ راناصاحب کی بہت مہربانی کہ انہوں نے کل میرے نہ ہونے کی وجہ سے اس Bill کو پاس نہیں کیا۔ کاش! سستی روٹی کا Bill بھی اسی عجلت میں پاس نہ کرتے تاکہ اس میں کوئی بحث مباحثہ ہوتا اور ہم کوئی positive چیزیں جمع کرا سکتے کیونکہ ہماری amendments بہت ہی جائز تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ to the point بات کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: چلیں، میں چُپ کر جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اگر related ہے تو بات کریں کیونکہ میں نے نماز جمعہ کی وجہ سے ختم کرنا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر آپ اس طرح سے چُپ کرا دیں گے تو پھر مجھے بھی مجبوراً ایک ایسی چیز کرنی پڑے گی جس کے لئے میرا دل نہیں کرتا۔ میں پھر کورم کی نشاندہی کروں گا تو پھر سارے لوگ بھاگے بھاگے آئیں گے۔ آپ ہمیں بولنے کا وقت دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج ہم نے ایک بجے ویسے ہی اجلاس ختم کر دینا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر ہم اپوزیشن والے بولیں گے نہیں تو کہاں جائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل بولیں لیکن rules کو بھی follow کریں کیونکہ آپ مجھ سے بہتر rules کو سمجھتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: راناصاحب نے مجھ سے جو بات کی تھی میں تو اسی کا جواب دے رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ پہلے آمنہ الفت صاحبہ بات کر لیں پھر ان کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ بچیوں کی تعلیم کا معاملہ ہے جس میں ہم بھی چاہتے ہیں کہ یہ کام اچھے طریقے سے ہو جائے۔ یہ ایک اچھا کام ہونے جا رہا ہے جو جنوبی پنجاب میں یونیورسٹی بن رہی ہے۔

ہم جدید دور کے جدید لوگ ہیں اس لئے ہمیں اپنی جدت پسندی، اپنی دور اندیشی اور دماغ کی انتہا دکھانی بھی ہے۔ اس Bill میں صرف ایک لفظ یہ لکھ دیا جائے کہ گورنر چانسلر ہے۔ چانسلر کا مطلب تو ذہن میں یہ آتا ہے کہ تمام authorities چانسلر کے پاس ہیں اس لئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے لیکن پھر وہی بات آجاتی ہے کہ مسودہ قانون میں اگر اس کے role کو defined نہیں کیا گیا تو کل اس کے اندر ایک سقم رہ جائے گا کیونکہ کسی بھی خرابی کے راستے نکل آتے ہیں۔ کوئی کام غلط ہوا ہے تو اگر چانسلر سے ہی پوچھا جائے کہ یہ کیوں ہوا ہے تو اس حوالے سے ان کا role یہاں define ہی نہیں ہے اور چانسلر بھی اس چیز کا advantage لے سکتا ہے کہ بس میں تو صرف چانسلر ہوں. that's it اب اس کے role کو define اور check and balance کے لئے اگر یہ جملہ ڈال دیا جائے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس کا role بھی مستحکم ہو جائے گا اور بچوں کو اور انتظامیہ کے لوگ جو یونیورسٹی میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہیں، ان کے پاس مزید اپنی شکایت لے جانے کے لئے ایک اختیار آجائے گا۔ اس کے علاوہ چانسلر کے پاس بھی زیادہ مستحکم اختیار آجائے گا کہ وہ نیچے سے لے کر اوپر تک سب کو سن سکتا ہے۔ بس اس کا یہ ایک point ہے جس کے اندر بہت دور اندیشی ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ آج جمعتہ المبارک ہے اور ایک بجے ہم اجلاس ختم کر دیں گے۔ میری معزز اپوزیشن کے اراکین سے یہی گزارش ہے کہ ان کو اب دو دن مل جائیں گے اس لئے اس کو پڑھ کر آئیں اور اس قسم کی بے تکی amendments کو withdraw کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ طنز نہ کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ اس طرح طنز نہ کیا کریں اور پہلے ہم نے اسی بات پر واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کی بات انہوں نے پہلے سنی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے خاموشی سے اگر سب کو سنا ہے تو یہ بھی سنیں اور حوصلہ کریں۔ اب انہوں نے اتنی مغزماری کی ہے کہ inspection کے اختیارات، چانسلر کو اختیارات اور فلاں کو اختیارات ہونے چاہئیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر انہوں نے Clause 10 پڑھ لی ہوتی تو ان کو پتا چل جاتا کیونکہ وہ شروع ہی یہاں سے ہوتی ہے کہ:

> The Chancellor may direct inspection or inquiry into the affairs of the University.

بتائیں کہ اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ساری بات اسی پر کرتے رہے ہیں؟ مزید اس clause کی پانچ sub clauses ہیں۔ well regulated اور اچھے انداز سے inspection اور inquiry کے لئے یہ clause 10 موجود ہے اس لئے کسی نئی clause کی ضرورت نہیں ہے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Thanks. The amendment moved and the question is:

> "That after Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause (9-A) be added:-
>
> "(9-A) The Chancellor may, of his own motion or otherwise, call for and examine the record of any proceedings in which an order has been passed by any authority for the purpose of satisfying himself as to the correctness, legality or propriety of any finding or orders and may pass such orders as he may deem fit:
>
> Provided that no order under this section shall be passed unless the person to be affected thereby is afforded an opportunity of being heard."

(The motion was lost)

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ اجلاس کا وقت ختم ہو چکا ہے اس لئے باقی Bill سوموار کو take up کیا جائے گا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 19۔جولائی 2010 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔